www.UrduFanz.com

محمود، فاروق، فرزانہ

اور ـــ انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر ۳۹۰

موت کا علاج

اشتیاق احمد

www.UrduFanz.com

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہے، پھر جب کوئی تم میں سے ایسا خواب دیکھے جس کو بُرا سمجھے تو بائیں طرف تین بار تھوکے اور شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگے تین بار اور جس کروٹ پر سوتا تھا وہ کروٹ بدل ڈالے۔

سُنن ابن ماجہ شریف ، جلد سوم

صفحہ نمبر ۲۳۲ ، حدیث نمبر ۸۰۰

○

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی تم میں سے ایسا خواب دیکھے جس کو بُرا سمجھے، تو اس کروٹ کو بدل ڈالے جس پر سوتا تھا اور بائیں طرف تین بار تھوکے اور اللہ جل جلالہ سے اس خواب کی بھلائی مانگے اور اس کی بُرائی سے پناہ

www.UrduFanz.com

مانگے۔

سُنن ابنِ ماجہ شریف ، جلد سوم

صفحہ نمبر ۲۳۴ ، حدیث نمبر ۸۰۱

○

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا، میری گردن ماری گئی اور سر کٹ کر زمین پر گھومتا چلا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شیطان تم میں سے کسی کو ڈراتا ہے، پھر وہ شخص صبح کو لوگوں سے بیان کرتا ہے ۱؎

سُنن ابنِ ماجہ شریف ، جلد سوم

صفحہ نمبر ۲۳۴ ، حدیث نمبر ۸۰۲

۱؎ یعنی ایسے خوابوں کو بیان نہیں کرنا چاہیے)

○

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ جل جلالہٗ کے نزدیک دُعا سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں ہے۔

سُنن ابنِ ماجہ شریف ، جلد سوم

صفحہ نمبر ۲۰۶ ، حدیث نمبر ۶۱۹

دو باتیں

السلام علیکم!

روزنامہ جنگ کا ایک جمعہ میگزین میرے سامنے ہے، اس کے پانچویں صفحے پر ایک مضمون ہے، مُلک بچانے کے لیے سیکولر ہونا پڑے گا۔ اس مضمون کی ایک سُرخی ہے۔ رقص و موسیقی صوفیا کے مسلک کا حصّہ ہے، اس پر پابندی قدرتی تحریک پر پابندی کے برابر ہے۔

اس مضمون کی ایک سُرخی اور ہے:

اسلامی ریاست خلفائے راشدین کے صرف چالیس سالہ عہد کے بعد ختم ہو گئی تھی، جب کہ کمیونزم ستر سال تک چلا۔

یہ مضمون لکھنے والے ایک دانشور ہیں، تخلیق کار ہیں۔ اور مستقبل کی سوجھ بوجھ رکھنے والے ہیں۔ ترقی پسند ادیب ہیں اور صحافی بھی۔

www.UrduFanz.com

ان تحریروں کو دیکھ کر مجھے سخت دھچکا لگا کہ ہمارے ملک میں بھی کیسے کیسے لوگ موجود ہیں۔ جو خود کو مسلمان کہتے ہیں اور اسلام کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں چند باتیں گوش گزار کروں گا۔ اگر اسلامی ریاست چالیس سال بعد ختم ہو گئی تھی تو حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دور کیا غیر اسلامی دور تھا۔ اس دور میں صرف اور صرف اسلام تھا یا کچھ اور تھا۔ اور ان سے بھی پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دور میں جو اسلامی فتوحات ہوئیں اور اسلامی سرحدوں میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ کیا یہ اسلامی ریاست نہیں تھی۔ صرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا دور بچاس سالہ دور ہے۔ نوّے سال تو یہی ہو گئے۔ ان کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دور بھی گن لیں۔ لیجیے۔ ستر سال سے تو یہی عرصہ اوپر ہو گیا۔ بعد میں آنے والے ان گنت اسلامی فرماں روا الگ رہے۔ آپ نے دیکھا۔ ان دانشور کی دانشوری کو۔

اور لیجیے! کہتے ہیں، رقص و موسیقی صوفیا

کے مسلک کا حصّہ ہے۔ اس سے بڑا جھوٹ شاید کسی نے نہ بولا ہو گا۔ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر جو عمل نہیں کرتا۔ وُہ صوفی ہو کیسے سکتا ہے۔ میرا پہلا سوال تو یہ ہے۔ ثابت کریں کہ وُہ صوفی ہو سکتا ہے؟ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بہت سی احادیث اس بارے میں مُوجود ہیں۔ ان احادیث کی رو سے رقص و موسیقی سے نفرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ جس چیز سے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نفرت کا اظہار کریں۔ وُہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لانے والے صوفیا کا مسلک نہیں ہو سکتی۔ اور اگر ہے تو وُہ صوفی نہیں، دُنیا دار ہے۔

لہٰذا دو باتوں میں سے ایک ماننا ہو گی۔ یا تو ایسے لوگ صوفی تھے ہی نہیں۔ یا یہ بات سرے سے غلط ہے کہ موسیقی صوفیا کا مسلک تھی۔ تیسری بات۔ رقص و موسیقی پر پابندی لگنے کی بات ہم نے تو نہ کہیں پڑھی، نہ سُنی۔ یہ زبردستی کی بات کیسے کر دی گئی۔ تاکہ اگر کبھی کوئی پابندی لگائے

www.UrduFanz.com

والا اُٹھے بھی تو وہ نہ اُٹھ سکے۔ کیونکہ صوفیا کا
مسلک جو ثابت کر دیا۔

لیکن صرف باتوں سے تو کوئی بات ثابت
نہیں ہوتی۔ کوئی ثبوت بھی تو ہونا چاہیے۔
لائیے کسی صوفی کا قول۔ ان کی اپنی کتاب
سے۔ جی ہاں!

——— ممتاز مفتی

بوڑھا کھوسٹ

"مسٹر حاصل شاہ!

آپ مورخہ ۳۱ جولائی کو فوت ہو جائیں گے،
یکم اگست کو آپ دوبارہ زندہ ہو سکتے ہیں۔ ہو
سکتا ہے، یہ پیغام آپ کے لیے حیرت کا
باعث ہو، لیکن ہو گا ایسا ہی۔ دیکھ لیجیے
گا۔ آپ بے شک یہ بات اپنے رشتے داروں،
دوستوں اور محلّے داروں کو بتا دیں۔ تاکہ یہ بات سب
کو معلوم ہو اور جب آپ زندہ ہوں تو آپ کو
معلوم ہو سکے کہ واقعی ایسا ہی ہوا ہے، لیکن...

یہ لیکن آپ کے لیے بہت خطرناک ہے۔ خیر
سُن لیں، اس لیکن کے بعد میں کیا کہنا چاہتا
ہوں۔ لیکن اگر میں نہ چاہوں۔ تو آپ زندہ
نہیں ہو سکیں گے اور قبر میں ہی دفن رہ جائیں

www.UrduFanz.com

گے ۔ اب یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ آپ مرنے کے بعد زندہ ہونا پسند کرتے ہیں یا قبر میں ہی دفن رہ جانا ۔ اگر آپ زندہ ہونا پسند کرتے ہیں تو پھر آپ کو میری خدمات حاصل کرنا ہوں گی ۔ میرا نام پتا نیچے درج ہے ۔

پروفیسر بے تاب تابانی

۹۔ عالم گیری روڈ ۔

خط حاصل شاہ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا ۔ وہ ہکا بکا رہ گئے ۔ ان کے گھر کے افراد نے گھبرا کر ان کی طرف دیکھا ، پھر ان کے بڑے بیٹے فقیر شاہ نے جلدی سے خط اُٹھا لیا ۔ اور جلدی جلدی پڑھنے لگا ۔ پھر خط اس کے ہاتھ سے بھی چھوٹ گیا اور ان کی بیٹی ثریا شاہ نے اُٹھا لیا ۔ خط اس کے ہاتھ سے بھی چھوٹ گیا تو بیگم شاہ جھلا اُٹھیں :

" اوہو ! آخر اس خط میں کیا ہے ۔" یہ کہ کر انھوں نے بھی خط اُٹھا کر پڑھنا شروع کر دیا ، لیکن جونہی خط مکمل ہوا ، ان کے ہاتھ سے بھی چھوٹ گیا ۔

" بب ۔ بیگم ۔ آج کیا تاریخ ہے " ، حاصل شاہ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا ۔

" ہم ۔ میرا نام بب بیگم نہیں ۔ صرف بیگم ہے ۔"

" اچھا ۔ چھا ۔ صرف بیگم صاحبہ ۔ آج کیا تاریخ ہے ؟"

" بیٹے فقیر ۔ آج کیا تاریخ ہے ؟"

" آپ کو میرے لیے یہی نام ملا تھا ، کوئی اور نام نہیں رہ گیا تھا ۔ فقیر شاہ ۔ حد ہو گئی ۔ میں فقیر ہوں ۔ اتنے دولتمند باپ کا تو بیٹا ہوں ۔ اور جائیداد میں حصے دار بھی صرف ایک بہن ہے ۔ پھر بھلا میں غریب کیسے ہو گیا ۔"

" دیکھا تم نے ثریا ۔ ہم نے اس سے آج کی تاریخ پوچھی ۔ اور یہ اپنے نام کا رونا لے کر بیٹھ گیا ۔"

" بھائی جان کا رونا ہے بالکل درست ۔"

" خیر بھئی ۔ نام کو تو بعد میں دیکھ لیں گے ۔ پہلے اس خط پر تو بات کر لیں ، میرے تو ہاتھوں کے طوطے اڑے جا رہے ہیں ۔ ذرا سوچو ۔ جس کو موت کا دن معلوم ہو جائے ۔ اس کے دل پر کیا نہیں گزر رہی ہو گی ۔" حاصل شاہ نے منہ بنایا ۔

" لیکن ڈیڈی ۔ موت کے دن کے بارے میں کوئی نہیں جانتا ۔ یہ شخص اوّل درجے کا جھوٹا ہے ۔"

" بھئی یہ ضرور کوئی نجومی ہے ۔ آج کل ایسے نجومی بہت ہیں ۔ جو مستقبل کی باتیں بتا دیتے ہیں ۔"

www.UrduFanz.com

"وہ سب دھوکے باز ہوتے ہیں ڈیڈی۔"

"اچھا اس بحث میں تو بعد میں پڑیں گے۔ پہلے یہ سن لیں کہ آج صرف ۲۹ جولائی ہے۔"

"کک۔ کیا — ۲۹ جولائی؟" حاصل شاہ زور سے اچھلے۔

"ہاں ڈیڈی — ۲۹ جولائی — گویا اس پروفیسر بے تاب تابانی کے مطابق آپ کے مرنے میں صرف اور صرف دو دن باقی رہ گئے ہیں۔" فقیر شاہ نے خوش ہو کر کہا۔

"اور تم خوش ہو رہے ہو؟"

"خوش اس لیے ہو رہا ہوں — یہ ضرور کسی کا مذاق ہے، ورنہ مرنے کے بعد کوئی کسی کو زندہ نہیں کر سکتا۔" فقیر شاہ نے کہا۔

"سچ ڈیڈی کس قدر مزا آئے، اگر آپ...." ثریا شاہ نے جملہ درمیان میں چھوڑ دیا۔

"اگر میں کیا؟" حاصل شاہ نے بیٹی کو گھورا۔

"اگر آپ — اگر آپ مر...." وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"کیا سوچنے لگیں — جلدی سے کہ ڈالیں اپنے دل کی بات۔" فقیر شاہ نے برا سا منہ بنایا۔

"اوہ ہاں! میں بھی کیا کہوں — اس میں سوچ میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے — ہاں تو میں کہ رہی تھی ڈیڈی کہ کتنا

نکلے — اور عالم گیری روڈ پہنچے — پروفیسر بے تاب تابانی کا بہت بڑا بورڈ انھیں دور سے ہی نظر آ گیا — انھوں نے دیکھا — وہاں کئی کاریں کھڑی تھیں — گویا بے تاب تابانی کا کاروبار زوروں پر تھا — کار پارک کر کے وہ اندر داخل ہوئے — ایک دروازے پر استقبالیہ کا لفظ لکھا تھا — وہ اس میں داخل ہو گئے — اندر دس کے قریب آدمی موجود تھے — انھیں بھی ایک کارڈ دے دیا گیا — اس پر نمبر درج تھا، گویا اپنے نمبر پر انھیں اندر جانا تھا — وہ انتظار کرتے رہے، آخر دو گھنٹے بعد ان کی باری آئی — ملازم نے انھیں پروفیسر کے کمرے کے دروازے تک پہنچایا اور اشارہ کیا کہ اندر چلے جائیں — وہ اندر داخل ہوئے — انھوں نے دیکھا — اندر سیاہ کپڑوں میں ایک بھاری بھرکم آدمی ایک شاہانہ کرسی پر بیٹھا تھا — اس کے سامنے ایک بہت بڑی میز تھی — اس پر دفتر کی چیزوں کی بجائے عجیب و غریب چیزیں رکھی تھیں — مثلاً انسانی جسم کی مختلف ہڈیاں — ایک کھوپڑی بھی — آبنوس کی چند چھڑیاں — ان کی سطح بہت چمک دار تھی — اور اس قسم کی بے شمار چیزیں ترتیب سے رکھی تھیں!

"مجھے حاصل شاہ کہتے ہیں۔"

www.UrduFanz.com

"اوہ سمجھا — میں نے آپ کو خط لکھا تھا۔" اس کی آواز کمرے میں گونجی۔

"میں اسی سلسلے میں حاضر ہوا تھا۔"

"کیا آپ مرنے کے بعد زندہ ہونا چاہتے ہیں؟"

"بھلا ایسا کون نہ چاہے گا۔"

"تو پھر اس کے لیے آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو میری ہدایات پر عمل کرنا ہوگا — ان ہدایات میں ذرّہ بھر بھی فرق نہ پڑنے پائے۔ ورنہ ہو سکتا ہے، آپ قبر میں ہی رہ جائیں اور باہر نہ آ سکیں۔"

"اور وہ ہدایات کیا ہیں؟"

"ہدایات میں بغیر فیس کے نہیں بتا سکتا — آخر یہ زندگی اور موت کا معاملہ ہے — مرنے کے بعد کسی کو دوبارہ اس دُنیا میں لے آنا کوئی ہنسی کھیل نہیں — اس علم کو سیکھنے کے لیے میں نے نہ جانے کتنے سال تک کیا کچھ مشق نہیں کی ہو گی — اب اس محنت کا پھل کھانے کا وقت آیا ہے۔"

"پہلے میری اُلجھن دُور کریں، آپ کو کس طرح معلوم ہو گیا کہ میری موت ہونے والی ہے۔"

"ستاروں کے ذریعے — ستاروں کا علم بہت وسیع ہے۔"

اس نے کہا۔

"گویا آپ کو یقین ہے — میں پرسوں مر جاؤں گا؟"

"ہاں بالکل — اس میں تو مجھے ایک فی صد بھی شک نہیں ہے۔"

"اچھی بات ہے — آپ اپنی فیس بتائیں۔"

"فیس میں نہیں — آپ بتائیں گے۔"

"کیا مطلب؟" حاصل شاہ نے چونک کر کہا۔

"ہاں جناب! آپ کو اپنی زندگی کس قدر عزیز ہے — قبر میں سو جانے کے مقابلے میں آپ زندہ رہنا کس حد تک پسند کرتے ہیں اور اس کے لیے کیا کچھ خرچ کر سکتے ہیں — یہ آپ بتائیں گے — میں نہیں۔"

"اچھی بات ہے — میں آپ کو پچاس ہزار روپے دینے کے لیے تیار ہوں۔"

"کیا کہا — پچاس ہزار روپے — یہ آپ کیا مذاق کر رہے ہیں؟"

"مذاق — میں آپ سے مذاق کیوں کرنے لگا — میرا آپ کا مذاق کا کیا رشتہ؟" انھوں نے حیران ہو کر کہا۔

"تو پھر پچاس ہزار روپے میں بھی کہیں نئی زندگی ملتی

www.UrduFanz.com

ہے۔" اس نے کہا۔

"تو پھر کتنے میں ملتی ہے؟"

"کم از کم پچاس لاکھ میں۔"

"کیا — پچاس لاکھ میں؟"

"ہاں! اس سے کم میں یہ سودا نہیں ہو سکتا — آپ موت کو گلے لگا لیں، قبر میں جا سوئیں۔" اس نے منہ بنایا۔

"میں — اتنی بڑی رقم — اپنے بیوی بچوں کی مرضی کے بغیر تو نہیں دے سکتا نا۔"

"ٹھیک ہے — جا کر ان سے مشورہ کر لیں — آپ کا جسم تو پسینہ پسینہ ہو رہا ہے — لیجیے — جانے سے پہلے میری طرف سے سکون کی گولی کھا لیں — جب آپ کا ذہن پُرسکون ہو جائے، پھر سوچیے گا بیٹھ کر اور اپنے گھر والوں سے مشورہ کیجیے گا۔"

"لیکن پروفیسر — میں بالکل صحت مند ہوں اور میرے مرنے کے کوئی امکانات نہیں ہیں۔"

"موت کا کیا ہے، کسی وقت بھی کوئی مر سکتا ہے۔"

"مجھے یہ سودا منظور نہیں۔"

"اچھی بات ہے — آپ جا سکتے ہیں — اپنے گھر والوں سے کہہ دیجیے گا کہ اگر آپ پر موت کے آثار طاری ہو

جائیں تو فوراً میرے پاس چلے آئیں۔"

"میرا خیال ہے — ایسا وقت نہیں آئے گا۔"

"خیر — اگر میرا اندازہ غلط ہوا تو آپ مجھے بھی خبر کر دیجیے گا، آپ یکم اگست کو فون پر مجھے بتا سکتے ہیں کہ آپ زندہ رہے۔" اس نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔" انھوں نے غصے میں آ کر کہا اور اُٹھ کر چلے آئے۔

گھر آ کر انھوں نے ساری بات بتائی — پچاس لاکھ روپے کی بات سُن کر ان کے ہوش اُڑ گئے:

"کمال ہے — ایک نجومی کی آج کے دور میں اتنی فیس بھی ہو سکتی ہے۔"

"لیکن تم لوگ فکر نہ کرو — میں ابھی نہیں مروں گا، اس کا اندازہ غلط ہے۔"

اُن کے یہ الفاظ سُن کر اُن کے دونوں بچوں کے چہرے بجھ سے گئے — جیسے انھیں یہ بات سُن کر دکھ ہوا ہو —

اُسی شام اچانک حاصل شاہ کی طبیعت خراب ہو گئی — ڈاکٹر کو بلایا گیا، لیکن وہ ان کی بیماری کو نہ سمجھ سکا — پھر تو اُوپر تلے کئی ڈاکٹر آئے، لیکن کچھ نہ بن

www.UrduFanz.com

سکا - اب تو حاصل شاہ کو نجومی کے الفاظ یاد آ گئے -
انھوں نے فوراً فقیر شاہ کو نجومی کے پاس جانے کے لیے
کہا - فقیر شاہ کا رنگ اُڑ گیا ، لیکن اُسے جانا ہی پڑا -
نجومی فوراً ان کے ہاں پہنچا - حالت دیکھی اور بولا :
"آپ کے سر پر موت کا سایہ منڈلانے لگا ہے - اب
کل آپ مر جائیں گے ۔"
"نہیں !!!" ان کے منہ سے نکلا -
"اس کی ایک ہی صورت ہے - آپ پچاس لاکھ روپے
خرچ ڈالیں ۔" اس نے کہا -
"ٹھیک ہے - میں آپ کو پچاس لاکھ روپے دوں
گا ، لیکن اس کی کیا ضمانت ہے کہ میرے مرنے کے
بعد آپ مجھے دوبارہ زندگی کی طرف لوٹا دیں گے ۔"
"آپ چیک کاٹ دیں - ہم ایک تحریری معاہدہ کر
لیتے ہیں - اگر میں آپ کو زندگی کی طرف نہ لوٹا سکا تو
آپ کے بچے مجھے چیک نہ دیں ، ورنہ دے دیں ۔"
"ٹھیک ہے - مجھے منظور ہے ۔" انھوں نے کہا -
معاہدہ لکھا گیا - چیک کاٹ کر فقیر شاہ کے حوالے
کر دیا گیا -
"اب میری ہدایات سُن لیں - آپ مر جائیں گے -

تو آپ کو دفن کرنے میں ہرگز دیر نہ لگائی جائے - جُونہی
آپ کی رُوح پرواز کرے ، اُسی وقت لے جا کر دفن
کرا دیں - قبر پہلے ہی تیار کروا لیں - اگر آپ نے دفن
کرنے میں دیر کر دی تو پھر میرا ذمّہ نہیں ۔"
"آخر ہم کس قدر جلد دفن کریں - عزیز و اقارب
بھی تو ہیں - انھیں بھی تو بُلانا ہو گا ۔" فقیر شاہ نے جھلّا
کر کہا -
"کوئی ضرورت نہیں - بس آپ دفن کرا دیں - اپنے
رشتے داروں کو ان کے مرنے کی خبر ہی نہ کریں ۔"
"اوہ ہاں ! یہ ٹھیک رہے گا ۔" حاصل شاہ نے فوراً کہا -
"اچھی بات ہے - ہم ایسا ہی کریں گے ۔"
پروفیسر بے تاب "تابانی" چلا گیا - حاصل شاہ کی حالت
مزید خراب ہو گئی ، لیکن وہ جانتے تھے کہ ایسا تو ہو
گا - آخر دوسرے دن ان کی گردن ڈھلک گئی - فقیر
شاہ قبر پہلے ہی تیار کروا چکا تھا - لہٰذا وہ فوراً کار
میں انھیں ڈال کر قبرستان پہنچ گیا - اور انھیں قبر میں لٹا
کر اُوپر اینٹیں چُن دی گئیں -
اس کے بعد اسے ہدایت تھی کہ وہ گھر چلا آئے ،
وہ گھر چلے آئے - اسی شام فقیر شاہ اور ثریا شاہ پروفیسر

www.UrduFanz.com

بے تاب تابانی کے ہاں پہنچ گئے:

"کیوں۔ کیا رہا؟"

"یہ ٹھیک ہے۔ ڈیڈی کی اب تک واپسی نہیں ہوئی۔"

"اور نہ ہو گی۔" پروفیسر نے ہنس کر کہا۔

"بہت بہت شکریہ پروفیسر صاحب! آپ نے ہمارا کام بنا دیا۔ پچاس لاکھ کی بجائے ایک کروڑ تو خیر آپ کو دینا پڑا، لیکن اس بوڑھے کھوسٹ سے نجات مل گئی۔ بڑے اطمینان سے مرا تھا۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ آپ اسے بچا لیں گے، لیکن اس بوڑھے کو کیا پتا۔ کہ ہم نے آپ کو پچاس لاکھ اور دے دیے۔ تاکہ آپ اسے بچا نہ سکیں۔"

"ہاں! یہ تو خیر ہے۔ اب آپ لوگ عیش کریں۔ لیکن آپ اپنی والدہ سے کیا کہیں گے۔"

"اصل بات بتا دیں گے۔ والدہ تو خود ان کے مرنے کے خواب دیکھ رہی تھیں۔ انھیں اس سودے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"اوہ!" پروفیسر بے تاب تابانی کے منہ سے نکلا۔

"اب ہم چلتے ہیں۔" دونوں اٹھتے ہوئے بولے۔

ان کے جانے کے بعد پروفیسر بے تاب تابانی کے

کمرے میں ٹوں ٹوں کی آواز گونجی۔ وہ فوراً اٹھا اور اندرونی کمرے میں آیا۔ ایک الماری میں ایک خفیہ خانہ کھولا اور وائرلیس سیٹ آن کرنے کے بعد بولا:

"پروفیسر بے تاب تابانی حاضر ہے سر۔"

"تم نے حاصل شاہ سے کتنی رقم وصول کی تھی؟"

"جی پچیس لاکھ۔ آپ کے فرمانے کے مطابق۔" اس نے فوراً کہا، ساتھ ہی اس کی پیشانی پر پسینے کی بوندیں چمکنے لگیں۔

"بہت خوب، لیکن وہ قبر سے نکلا کیوں نہیں؟"

"اس لیے کہ اس کی اولاد نے ہمیں پچیس لاکھ روپے اور دیے ہیں۔ صرف اس لیے کہ ہم اسے زندہ نہ کریں۔"

"کیا!!!" دوسری طرف سے حیرت زدہ انداز میں کہا گیا۔

"جی ہاں! میں نے سوچا۔ ہمیں تو پچیس لاکھ اور مل رہے ہیں۔ ہم کیوں اسے زندہ کریں۔"

"خوب! یہ تم نے عقل مندی کا کام کیا ہے۔ اس طرح تو سانپ بھی مر گیا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹی۔ اچھا۔ ان پچاس لاکھ میں سے چالیس لاکھ میرے اکاؤنٹ میں جمع کرا دو۔ خفیہ اکاؤنٹ میں۔ دس لاکھ تمھارے اور تمھارے ساتھیوں کے لیے۔ کوئی شکایت تو نہیں؟"

"جی نہیں۔ یہ بہت ہیں۔ بلکہ بہت زیادہ۔"

www.UrduFanz.com

"اور وُہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔" سرد لہجے میں کہا گیا۔

"گگ — کون سی سر؟"

"یہ کہ میں بے ایمانی پسند نہیں کرتا — جس روز بھی میں نے تمہاری کوئی بے ایمانی پکڑ لی — وُہ دن تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا، کیونکہ..."

"گگ — کیونکہ کیا سر؟"

"کیونکہ میں تمہیں جانتا ہوں — تم مجھے نہیں جانتے — میں کسی وقت بھی تم تک پہنچ کر تمہارا کام تمام کر سکتا ہوں، تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی سلسلہ کاٹ دیا گیا۔ پروفیسر بے تاب تابانی کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہونے لگی۔

پروفیسر...

فون کی گھنٹی بجی — محمود نے فوراً ریسیور اُٹھایا:

"ہیلو۔" دُوسری طرف سے تیز آواز میں کہا گیا۔

"وعلیکم ہیلو۔" محمود نے نرم آواز میں کہا۔

"آپ — آپ کون ہیں؟" اسی انداز میں کہا گیا۔

"آپ نے کسے فون کیا ہے؟"

"انسپکٹر جمشید کو — کیا یہ ان کا نمبر نہیں ہے؟"

"ہاں! یہ انھی کا نمبر ہے — وُہ اس وقت گھر میں نہیں ہیں — میں ان کا بیٹا بات کر رہا ہوں — آپ فرمائیں — کیا بات ہے؟"

"مجھے ایک عجیب خط ملا ہے — اس قدر عجیب کہ آپ لوگ سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"دیکھیے جناب! آپ یہ دعویٰ نہیں کر سکتے۔"

"کون سا دعویٰ — میں نے تو کوئی دعویٰ نہیں کیا اور پھر

www.UrduFanz.com

مجھے کوئی دعویٰ کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"ہماری زندگی پُراسرار ترین اور عجیب ترین خطوط سے بھری پڑی ہے — آئے دن ہمیں اس قسم کے خط ملتے رہتے ہیں، لیکن آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے آج تک اس قدر حیرت انگیز خط نہیں پڑھا ہوگا یا ہمیں ملا نہیں ہوگا۔"

"ہوں! یہ تو پڑھنے کے بعد ہی اندازہ ہوگا آپ کو۔" اس نے بھنا کر کہا۔

"ٹھیک ہے — پڑھ لیتے ہیں — آپ آ رہے ہیں یا ہم آپ کے پاس آئیں۔"

"اگر میں گھر سے نکلا تو شاید میرا تعاقب کیا جائے۔" اس نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے، آپ اپنا نام اور پتا لکھوا دیں — ہم آ جاتے ہیں۔"

"میرا نام شوکت رانا ہے — سیٹھ شوکت رانا — ۸۶ راجا روڈ پر آ جائیں۔"

"جی بہتر! ابھی حاضر ہوتے ہیں — آپ فکر نہ کریں، لیکن اگر آپ کے خط نے ہمیں حیرت میں نہ ڈالا تو

پھر بات مزے دار نہیں ہوگی۔"

"ٹھیک ہے — آپ حیرت زدہ ہوں گے اور ضرور ہوں گے۔" اس نے کہا۔

"ہم آ رہے ہیں۔" محمود نے یہ کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور ساری بات ان دونوں کو بتائی۔

"میرا تو ان دنوں حیرت زدہ ہونے کا کوئی پروگرام نہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"اچھی بات ہے — میں فرزانہ کو لے جاتا ہوں۔" محمود نے فوراً کہا۔

"ارے ارے — کیا تم مجھے بتاؤ گے نہیں — ساتھ لے جانے کے بعد۔"

"کی ضرورت ہے — میں اور فرزانہ اس معاملے سے نبٹ لیں گے۔"

"اگر یہ بات ہے تو مجھے اب ساتھ جانا ہوگا۔"

"لیکن بھئی — تمہارا تو حیرت زدہ ہونے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔"

"تو میں نہیں ہوں گا نا — تم دونوں ہو جانا حیرت زدہ، میں اس پر کوئی اعتراض نہیں کروں گا۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا — محمود کا منہ اس کی بات سُن کر اور زیادہ بن

www.UrduFanz.com

گیا — فرزانہ ہنس پڑی — اور تینوں باہر نکل آئے — جلد ہی
وُہ شوکت رانا کی کوٹھی تک پہنچ گئے — انھوں نے دیکھا۔
وُہ ایک ادھیڑ عُمر آدمی تھے — چہرے پر شدید گھبراہٹ کے
آثار تھے —

"بہت بہت شکریہ کہ آپ تشریف لائے۔"

"یہ تو ہمارا فرض ہے۔"

وُہ انھیں ڈرائنگ روم میں لے آئے — اطمینان سے
بیٹھنے کے بعد انھوں نے خط نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا،
تینوں ایک ساتھ خط پر جھک گئے — اور جلدی جلدی پڑھنے
لگے — لکھا تھا:

"مسٹر شوکت رانا!

آپ مورخہ ۳، اگست کو مر جائیں گے — ۴، اگست
کو آپ دوبارہ زندہ ہو سکتے ہیں ....."

وُہ خط کو آخر تک پڑھتے چلے گئے — خط کے نیچے پروفیسر
بے تاب تابانی ۹، عالم گیری روڈ لکھا تھا — ان کے منہ حیرت
کے مارے کھُل گئے تھے —

"اب آپ کا کیا خیال ہے؟" شوکت رانا نے پُوچھا۔

"کس بارے میں؟"

"اس خط کے بارے میں، آپ کو پڑھ کر حیرت ہوئی

ہے یا نہیں؟"

"ہاں! حیرت ہوئی ہے، لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم
نے آج تک اس قدر حیرت انگیز خط نہیں پڑھا ہوگا۔"

"چلیے خیر — میرے لیے یہی بہت ہے کہ آپ حیران تو
ہوئے ہیں۔"

"آپ پروفیسر تاب بے تابانی سے ملے؟" فارُوق نے پُوچھا۔

"جی کیا کہا — تاب بے تابانی؟"

"اوہ شاید میں غلط نام بول گیا — نام ہی کچھ ایسا ہے،
خیر — آپ ان سے ملے؟"

"جی نہیں — خط ملنے کے بعد میں نے پہلا کام آپ
کو فون کرنے کا کیا ہے۔"

"آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟"

"مشورہ — میں کیا کروں؟"

"ہمارا خیال ہے — پروفیسر بے چین تابانی — فراڈ ہے —
دھوکے باز ہے — کیونکہ موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں —
اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں سورۂ لقمان میں فرماتے ہیں - کوئی
نہیں جانتا — وُہ کب مرے گا — یعنی موت کا وقت کوئی
نہیں بتا سکتا — نہ اپنی موت کا، نہ دوسروں کی — پھر یہ
تابانی وابانی کون ہوتا ہے ایسی بات بتانے والا۔"

www.UrduFanz.com

"میں نے اس کے بارے میں پہلے سُنا ہے۔ وُہ بہت ماہر نجومی ہے ۔ پُورے مُلک سے لوگ اس کے پاس قسمت کا حال معلوم کرنے آتے ہیں۔"

"جو لوگ قسمت کا حال معلوم کرتے ہیں، ایسے لوگ دراصل بدقسمت ہیں۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"کیا مطلب؟" انھوں نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں! میں غلط نہیں کہ رہا ۔ ہمارے نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے منع فرمایا ہے ۔ نجومیوں وغیرہ سے مستقبل کے بارے میں معلوم کرنے سے۔"

"ہوں ۔ خیر ۔ میں اس کے پاس قسمت کا حال معلوم کرنے نہیں گیا۔ اس نے خود مجھے خط لکھا ہے۔"

"اگر آپ کی مَوت آنے والی ہے ۔ تو آپ اسے آنے سے روک کس طرح سکتے ہیں؟"

"یہ بات نہیں ۔ لیکن جب کسی آدمی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی موت فلاں وقت آنے والی ہے۔ تو آپ سوچ سکتے ہیں ۔ اس کا کیا حال ہو گا۔"

"ہاں! ہم سوچ ہی نہیں ۔ سمجھ بھی سکتے ہیں۔" فارُوق نے مسکرا کر کہا۔

"گویا آپ مجھے یہ مشورہ دینا چاہتے ہیں کہ میں اس

کے پاس ہرگز نہ جاؤں ۔ وُہ فراڈ ہے ۔ دھوکے باز ہے۔"

"ہاں! اور ہر طرح ہوشیار رہیں، بلکہ اگر آپ ۳۰ اگست کو ہمیں یہاں بُلا لیں۔ تو اور بہتر رہے گا ۔ ہم آپ کے ساتھ رہیں گے۔"

"اچھی بات ہے ۔ ۳۰ اگست کل ہی تو ہے۔ آپ کل یہاں آ جائیے گا ۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔" انھوں نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ ہم آ جائیں گے ۔ آپ فکر نہ کریں ۔ ہاں! آپ اپنے وکیل کو وصیت وغیرہ لکھوا چکے ہیں یا نہیں؟"

"بالکل ۔ لیکن ۔ کیا مطلب ۔ کیا آپ اب یہ خیال کر رہے ہیں کہ میں مرنے والا ہوں۔" انھوں نے گھبرا کر کہا۔

"ہمارا ایسا کوئی خیال نہیں ۔ آپ پریشان نہ ہوں۔"

"تو آپ نے وصیت کی بات کیوں کی؟"

"یہ تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وُہ پہلے ہی اپنی وصیت لکھ دے، کیونکہ وُہ اپنی زندگی میں اگر کسی نیک کام میں کچھ لگا جائے گا تو وہی دولت اس کے کام آئے گی ۔ باقی تمام دولت تو اس کے بیوی بچوں

www.UrduFanz.com

ہیں تقسیم ہو جاتی ہے اور مرنے کے بعد اولاد دولت کا کیا کرتی ہے ۔ کس طرح اسے اڑاتی ہے ۔ یہ مرنے والا نہیں جانتا۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں ۔ میری آپ سے ایک درخواست ہے کہ آپ کل یہاں ضرور آ جائیں ۔ تاکہ اگر یہ کوئی جال ہے ، کوئی چال ہے تو پھر آپ اسے ناکام بنا دیں۔"

"ٹھیک ہے ۔ ہم ایسا ضرور کریں گے۔" محمود نے کہا اور اُٹھ کھڑا ہوا ۔

"چلنے سے پہلے میں آپ سے ایک سوال پوچھنا پسند کروں گا۔" فاروق نے قدرے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"جی پُوچھیے۔"

"کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ ہم پرائیویٹ جاسوس قسم کی چیز ہیں ؟"

"جی ۔ جی نہیں ۔ نہیں تو ۔ اگر میرا خیال یہ ہوتا تو میں آپ سے معاوضہ بھی طے کرتا۔"

"اوہ ہاں واقعی ! آپ نے تو ہمیں معاوضے کے قابل بھی نہیں سمجھا ۔ واقعی۔"

"آپ بُرا نہ محسوس کریں ۔ میں یہ بات جانتا ہوں ۔ کوئی مشکل میں ہو ، آپ مدد کو ضرور آتے ہیں۔"

"ہاں ! آپ ٹھیک ہی جانتے ہیں۔" فاروق نے سرد آہ بھری۔

"کیا میں نے آپ کو فون کر کے غلطی کی ہے ؟"

"نہیں ۔ آپ نے بالکل ٹھیک کیا ہے ۔ پروفیسر بے قرار بے قراری جیسے لوگوں سے ہم نپٹنا جانتے ہیں۔" اس نے جلّا کر کہا ۔

وہ پروفیسر کا یہ نام سُن کر ہنس پڑے ۔ پَل بھر کے لیے ان کے چہرے سے موت کے سائے ٹل گئے ۔ اور وہ جانے کے لیے مُڑ گئے ۔

جُونہی وہ گھر میں داخل ہوئے ، انسپکٹر جمشید کی آواز نے انہیں چونکا دیا :

"تو تمھارا خیال ہے ۔ شوکت رانا نہیں مرے گا ؟"

"جی کیا مطلب ۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا ؟" فرزانہ دھک سے رہ گئی ۔

"اس بات کو چھوڑو ۔ کہ مجھے کیسے معلوم ہوا ۔ یہ بات میں بعد میں بتاؤں گا ۔ پہلے تم بتاؤ ۔ تمھارا کیا خیال ہے ۔ شوکت رانا نہیں مرے گا ؟"

"جی ہاں ! اس لیے کہ ایک نجومی کو موت کا وقت کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔"

"ٹھہرو ۔ میں تمھیں چند دن پہلے کی ایک خبر دکھاتا ہوں۔"

www.UrduFanz.com

یہ کہہ کر انھوں نے اخبار کھول کر ان کے سامنے رکھ
دیا اور خبر کی طرف اشارہ کیا - یہ خبر حاصل شاہ کے بارے
میں تھی - وُہ پڑھتے چلے گئے اور ان کی حیرت بڑھتی چلی
گئی - خبر ختم کرکے انھوں نے ایک ساتھ سر اُوپر اُٹھائے
اور بولے :

"جی - کیا مطلب ؟

"اس شخص کو بھی بالکل ایسا ہی خط ملا ہے - اخبار میں
تم پڑھ ہی چکے ہو۔"

"جی ہاں - لل - لیکن۔"

"لیکن یہ کہ نجومی کے اس دعوے کے مطابق حاصل شاہ
کی موت واقع ہو گئی — اور اس خط کے اُلٹ وُہ زندہ
نہیں ہو سکا - شاید معاملہ طے نہیں ہو سکا۔"

"جی — کیا فرمایا — معاملہ طے نہیں ہو سکا۔"

"ہاں ! معاملہ طے نہیں ہو سکا۔"

"گویا آپ کا بھی یہی خیال ہے - کہ بے دار بے داری
غلط آدمی ہے۔"

"بے دار بے داری۔" انسپکٹر جمشید ہنس پڑے۔

"کم بخت نے نام ہی ایسا چنا ہے — ہر بار میرے
ذہن میں اس کے اصل نام کی بجائے کوئی اور ہی نام

آ جاتا ہے — ویسے میں کوشش کروں گا کہ اب اس کا نام
میرے منہ سے غلط نہ نکلے - میرا مطلب ہے - پروفیسر
بے تاب تابانی۔"

"اس میں کوئی شک نہیں کہ وُہ فراڈ ہے ، لیکن وُہ جانتا
ہے کہ ہم جیسے لوگ اس کے فراڈ کو فوراً بھانپ لیں گے ،
اس کے باوجود وُہ نہایت اطمینان سے یہ کام کر رہا ہے ،
جانتے ہو ، اس کا کیا مطلب ہے ؟

"یہ کہ اسے اطمینان ہے — اس کے خلاف کچھ ثابت
نہیں کیا جا سکتا۔"

"ہاں ! بالکل یہی بات ہے - لیکن ہمیں اس کے خلاف
جرم ثابت کرنا ہے۔" وُہ بولے۔

"ان شاء اللہ۔"

"اب تم لوگوں کا کیا پروگرام ہے ؟"

"ہم کل وہاں جائیں گے — اور اس کی حفاظت کریں گے۔"

"ٹھیک ہے — اچھی تجویز ہے — تم ضرور چلے جانا۔"

"گویا آپ ہمارے ساتھ نہیں چلیں گے ؟"

"میں دُور رہ کر تمھاری کارروائی دیکھوں گا۔"

"بہت بہتر — لیکن یہ تو بتا دیں کہ آپ کو کس طرح معلوم
ہو گیا کہ ہم سے شوکت دانا نے کیا بات کی ہے ؟"

www.UrduFanz.com

"تین دن پہلے حاصل شاہ والا واقعہ پڑھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا تھا — میں نے یہ بھی بھانپ لیا تھا کہ حاصل شاہ بہت دولت مند آدمی ہے — لہٰذا میں نے شہر کے دولت مند ترین آدمیوں کی اسی وقت نگرانی شروع کرا دی۔ اور ان کے علاقوں کے پوسٹ مینوں پر سادہ لباس والے مقرر کر دیے — کہ جونہی ان کے نام کوئی خط ملے — وہ خط ان تک پہنچنے سے پہلے بھاپ کے ذریعے کھول کر پڑھ لو۔ اور مجھے فون کرو ؛ چنانچہ شوکت رانا والا خط پڑھ لیا گیا — میں گھر آیا تو تمھاری والدہ نے بتایا کہ تم شوکت رانا کے ہاں گئے ہو — میں جان گیا کہ اس نے تم لوگوں کو کیوں بلایا ہے۔"

"بہت خوب ! گویا آپ ان لوگوں کے خلاف جال بچھا چکے ہیں۔"

"ہاں ! لیکن ابھی تک میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکا، کیونکہ حاصل شاہ کے بیوی بچوں سے کچھ معلوم نہیں ہو سکا، ان کا کہنا ہے کہ وہ نجومی کے پاس تو گئے ہی نہیں تھے، مرنے کے بعد بھی انھوں نے نجومی سے رابطہ نہیں کیا — ویسے میرا خیال ہے — ان کا یہ بیان غلط ہے — خیر، ہم انھیں بھی چیک کریں گے۔"

"بہت خوب — اس کا مطلب ہے — بیٹھے بٹھائے کیس

تو آخر شروع ہو ہی گیا۔" محمود بولا۔

"ان کیسوں میں بس یہی تو بُری بات ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"تم لوگ تو کل شوکت رانا کے ہاں جاؤ گے — میں اس وقت پروفیسر بے تاب "تابانی" سے ملنے جا رہا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے — تو ہمیں بھی لے چلیے نا۔"

"اگر چلنا پسند کرتے ہو، تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" وہ مسکرائے۔

تینوں ان کے ساتھ باہر نکل آئے — جلد ہی وہ پروفیسر کے دفتر میں داخل ہو رہے تھے —

www.UrduFanz.com

چمک

"دیکھیے جناب ، میں آپ لوگوں کو جانتا ہوں۔ آپ ضرور حاصل شاہ والا واقعہ پڑھ کر آئے ہیں۔"

"نہیں جناب ! آپ کا خیال غلط ہے ۔ ہم شوکت رانا والا خط پڑھ کر آئے ہیں۔"

"کیا مطلب ۔ تت ۔ تو کیا شوکت رانا نے آپ سے رابطہ کیا ہے۔" وہ حیران رہ گیا۔

"ہاں کیوں ۔ کیا اسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"ضرور کرنا چاہیے تھا ۔ موت سے کون نہیں ڈرتا۔" اس نے یہ کہتے وقت میز پر انگلیاں بجائیں۔

"وہ تو خیر ٹھیک ہے ۔ لیکن آپ لوگوں کو اس قسم کے خط لکھنے والے کون ہیں؟"

"پروفیسر بے تاب تابانی ۔ اگر مجھے ستاروں کے علم کے ذریعے اتفاق سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص کی

موت ہونے والی ہے ۔ تو میں اسے کیوں نہ خبردار کردوں، کم از کم ایسا شخص مرنے سے پہلے کچھ نیک کام ہی کر لیتا ہے ۔ اور اس کی آخرت سنور جاتی ہے۔"

"بہت خوب ۔ تو آپ اس خیال سے اسے خط لکھتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"بالکل جناب ۔ کیا یہ خلافِ قانون ہے؟"

"پتا نہیں ۔ وکیل سے پوچھ کر بتاؤں گا ۔ لیکن یہ جو آپ خط میں آگے لکھتے ہیں کہ آپ دوبارہ زندہ ہوسکتے ہیں ۔ یہ کیا بات ہوئی ۔ کوئی مرنے کے بعد بھی بھلا زندہ ہو سکتا ہے۔"

"ستاروں کے ذریعے یہ بھی ہو سکتا ہے ۔ موت کو ٹالا جا سکتا ہے۔"

"ناممکن۔"

"میں نے اس ناممکن کو ممکن بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور میں بہت جلد دُنیا کو بتانے والا ہوں ۔ کہ موت کا علاج دریافت کر لیا ہے میں نے۔"

"کک ۔ کیا کہا ۔ موت کا علاج۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں ! اگر میں نے موت کا علاج دریافت کر لیا ہے تو اس سے قانون کو اعتراض کیسے ہو سکتا ہے ۔ پوری

www.UrduFanz.com

دُنیا کے لوگ موت سے گھبراتے ہیں — کون نہیں چاہے گا کہ
وُہ نہ مرے۔"

"سچے مُسلمان نہیں چاہیں گے، کیونکہ اس دُنیا میں ہمیشہ
رہنا ویسے بھی تو ممکن نہیں — اگر موت نہیں آتی تو انسان
سسک سسک کر کب تک جیے گا — بڑھاپے میں زندگی کس
قدر دشوار ہوتی ہے — یہ آپ سوچ ہی سکتے ہیں۔"

"لیکن یہ قانونِ فطرت کے بالکل خلاف بات ہے —
ایسا نہیں ہو سکتا۔"

"اسلام اور بھی کئی دعوے کرتا ہے، لیکن آج کی سائنس
نے ان دعوؤں کو بالکل غلط ثابت کر دیا ہے۔" پروفیسر
بے تاب تابانی نے کہا۔

اس کی اس بات نے انہیں چونکا دیا — وُہ اچھل پڑے
اور ایک ساتھ بولے:

"کیا کہا — اسلام کے کچھ دعووں کو آج کی سائنس نے غلط
ثابت کر دیا ہے — غلط — یہ ناممکن ہے — آپ قطعاً غلط
بیانی سے کام لے رہے ہیں — ذرا کوئی مثال دیجیے گا۔"

"جی ہاں ضرور — کیوں نہیں — آپ کا قرآن ..."

"ایک منٹ — کیا آپ خود مسلمان نہیں ہیں؟"

"نہیں — میں مسلمان نہیں ہوں۔" اس نے بے دھڑک کہا۔

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"اچھا خیر — آپ کیا کہہ رہے تھے؟" انسپکٹر جمشید نے
منہ بنایا۔

"آپ کا قرآن کہتا ہے — کوئی نہیں جانتا — کوئی کب مرے
گا — کوئی نہیں جانتا — بارش کب ہو گی — کوئی نہیں جانتا،
کل کوئی کیا کرے گا — کوئی نہیں جانتا، ماؤں کے پیٹوں
میں کیا ہے (یعنی نر ہے یا مادہ — لڑکا ہے یا لڑکی)
کوئی نہیں جانتا — قیامت کب ہو گی — لیکن آج ہم دیکھتے
ہیں — آلات کے ذریعے بارش کے بارے میں پہلے ہی
خبر دے دی جاتی ہے — کہ فلاں فلاں جگہ بارش ہو گی —
اور وہاں بارش ہوتی ہے — آلات کے ذریعے لوگ پہلے
ہی معلوم کر لیتے ہیں کہ ان کے ہاں لڑکا ہو گا یا لڑکی —
قیامت کے بارے میں بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔"
اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اس کا جواب سُن لیں — بارش کب ہو گی اور کہاں
ہو گی — یہ کوئی مکمل طور پر صحیح نشان دہی نہیں کر سکتا
اور بارش کتنی ہو گی — کب تک ہو گی — کوئی آلات
کے ذریعے بھی نہیں بتا سکتا — کوئی کب مرے گا —
یہ کوئی نہیں بتا سکتا — لڑکا ہو گا یا لڑکی — یہ آلات

www.UrduFanz.com

کے ذریعے اس وقت بتایا جاتا ہے ۔ جب بچّہ پیدا ہونے
میں بہت تھوڑا وقت باقی رہ جاتا ہے ۔ اکثر بارش
آلات کے ذریعے اعلان کے مطابق نہیں ہوتی ۔ خبر دی
جاتی ہے ۔ موسم بالکل خشک رہے گا اور بارش ہوجاتی
ہے ۔ لڑکا ہو گا اور لڑکی ہو جاتی ہے ۔ رہی بات
قیامت کی ۔ میں نے تو آج تک پڑھا نہیں ۔ کہ کسی
نے بتایا ہو ۔ قیامت ٹھیک کس دن ہو گی ۔ کس تاریخ
کو ہو گی ۔ قیامت سے پہلے ایسی کسی بات کی تصدیق
نہیں کی جا سکتی ۔ اور قیامت کے دن تصدیق کرنے کا
ہوش کسے ہو گا ۔ اللہ اپنا رحم فرمائے ۔"

" آپ تقریر اچھی کر لیتے ہیں ۔ میں سوچ بھی نہیں
سکتا تھا کہ آپ اس حد تک مذہبی آدمی ہوں گے ۔"

" میں مذہبی پہلے ہوں ۔ اور باقی سب کچھ بعد میں ۔
ہر مسلمان کو اپنے مذہب کی ضروری باتیں تو معلوم
ہونی ہی چاہییں ۔"

" خیر ۔ اب آپ کیا کہتے ہیں ۔ مجھے گرفتار کرنا چاہتے
ہیں تو کریں گرفتار ۔ لیکن گرفتاری کی وجہ کیا ڈالیں گے ۔
جرم کون سا لکھیں گے ؟"

" گرفتاری کا وقت ابھی نہیں ، بعد میں آئے گا ۔"

" دیکھا جائے گا ۔" اس نے میز پر انگلیاں بجائیں ۔

چاروں اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اور باہر کی طرف چلے ۔
اچانک انسپکٹر جمشید اس کی طرف مڑے اور چبھتے ہوئے
انداز میں بولے :

" مسٹر پروفیسر بے تاب تابانی ۔ ایک بات کان کھول
کر سن لیں ۔ آپ نے جرم کا راستا اختیار کیا ہے ۔ اور یہ
راستا آپ کو راس نہیں آئے گا ۔"

" آپ میرا جرم ثابت کریں جناب ۔" اس نے منہ بنایا ۔

" میں جانتا ہوں ۔ آپ کے خلاف جرم ثابت کرنا بہت
مشکل ہے ، لیکن ناممکن نہیں ہے ۔"

اور وہ باہر نکل آئے ۔ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے محمود بولا :

" آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے ؟"

" مکمل فراڈ ہے یہ شخص ۔"

" پھر آپ کیا کریں گے ؟"

" فی الحال تو اس کی نگرانی ہو گی ۔ زبردست نگرانی ۔" یہ کہہ
کر انھوں نے کار میں لگے فون کا ریسیور اٹھا کر چند سادہ
لباس والوں کو ہدایات دیں ۔

دوسرے دن محمود ، فاروق اور فرزانہ شوکت رانا کے گھر
پہنچ گئے اور یہ دیکھ کر دھک سے رہ گئے کہ اس کا رنگ

www.UrduFanz.com

اڑا ہوا تھا:

"خیر تو ہے جناب؟"

"م — مجھے تو اپنی موت سامنے نظر آ رہی ہے۔"

فاروق نے فوراً سامنے دیکھا — شوکت رانا جل گئے:

"وہ میری موت ہے — آپ کو کس طرح نظر آئے گی۔"

"بات تو آپ کی ٹھیک ہے، لیکن آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ موت سامنے نظر آ رہی ہے؟"

"جان نکل رہی ہے میری۔"

"اس کا مطلب ہے — آپ کو ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔"

"ڈاکٹر تو کئی آ کر جا چکے ہیں۔"

"اوہو اچھا — تو پھر انھوں نے کیا کہا؟"

"ان کی سمجھ میں میری بیماری نہیں آ رہی۔"

"اوہو اچھا — آپ کل تو بالکل ٹھیک تھے؟"

"ہاں بالکل ٹھیک تھا۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"آپ نے پروفیسر بے غور بے غوری سے ملاقات تو نہیں کی تھی؟" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"جی — بے غور بے غوری۔" وہ حیران رہ گیا۔

"ارے بھئی — وہی بے چین — میرا مطلب ہے — بے تاب بے تابی۔"

خوف کے باوجود شوکت رانا ہنس پڑا:

"ک — کیوں — آپ ہنسے کیوں؟"

"آپ نے اب بھی غلط نام بولا ہے — صحیح نام ہے، پروفیسر بے تاب تابانی۔"

"اوہ اچھا — شاید یہ نام میں کبھی بھی درست نہ لے سکوں — ہاں تو آپ اس کے پاس گئے تھے؟"

"ہاں گیا تھا — میں بہت پریشان تھا — پہلے تو اس نے مجھے سکون کی ایک گولی کھلائی، کیونکہ میں تو بات کرنے کے قابل بھی نہیں تھا — پھر مجھ سے بات کی — اس نے کہا ہے کہ بے شک میری موت کا وقت آ گیا ہے — اس میں کوئی شک نہیں ہے، لیکن اگر وہ چاہیں تو ستاروں کی گردش میں فرق ڈال سکتے ہیں۔"

"ارے باپ رے۔" فرزانہ نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"سنو۔" محمود غرایا۔

"اس کا کہنا ہے کہ اگر وہ چاہے تو مجھے پھر سے زندگی مل سکتی ہے۔"

"آخر کیسے؟"

"اس نے چند ہدایات دی ہیں — یہ کہ مرتے ہی مجھے دفن کر دیا جائے — اگر ذرا بھی دیر لگ گئی تو دوبارہ

www.UrduFanz.com

زندگی نہیں مل سکے گی۔"

"لیکن — وہ یہ کام — کیوں کرنے لگا؟"

"وہ اس کام کے مجھ سے پچاس لاکھ روپے مانگتا ہے — اب ذرا سوچیں — دوبارہ زندہ ہونے کے لیے پچاس لاکھ بھی کوئی رقم ہے — میں تو کئی پچاس لاکھ خرچ کر دوں — اُف — ہائے — میں مرا — میرا دل بجھا جا رہا ہے۔"

"اوہو — آپ آرام کریں۔"

"نن — نہیں — شاید — میں اب آرام نہیں کر سکوں گا۔ اس نے — اس نے ٹھیک کہا تھا — میری موت کا وقت آ گیا ہے — ہل — لیکن — میں نے اسے پچاس لاکھ دیے ہیں — وہ ضرور ستاروں کی گردش کو تبدیل کر دے گا — میں نے گھر والوں کو سمجھا دیا ہے — ہدایات پر عمل ضروری ہے — مجھے فوراً قبرستان لے چلیں۔"

"کیا مطلب — کیا مرنے سے پہلے ہی لے چلیں۔"

"ہاں! لے چلیں — ہدایت یہی ہے کہ اِدھر میں مروں، اُدھر دفن کر دیا جائے۔"

"نہیں نہیں — ہم آپ کو زندہ حالت میں قبرستان نہیں لے جائیں گے — لوگ کیا کہیں گے۔" بیگم نے گھبرا کر کہا۔

"بیگم تمہیں لوگوں کی پڑی ہے — مجھے موت کی — خدا کے

لیے مجھے موت سے بچاؤ۔"

"لیکن اس نجومی کے بچے نے کہا تھا کہ مرنے کے فوراً بعد لے جائیں — یہ نہیں کہا تھا کہ زندہ کو لے جائیں۔"

"اچھا بابا — تم اپنی ضد کر لو — میرا مرنا چاہتی ہو شاید۔"

"یہ — یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں — میں اور آپ کا مرنا چاہوں گی — توبہ توبہ۔" اس نے اپنے گال پیٹ ڈالے۔

"ایسا نہ کریں — صبر کریں — مسٹر شوکت رانا — اگر آپ کی موت واقع ہو گئی تو آپ فکر نہ کریں — آپ کو سیدھے قبرستان لے جا کر دفن کر دیں گے۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

اچانک اس کا سانس اکھڑ گیا — محمود، فاروق اور فرزانہ سکتے کی حالت میں اسے دیکھنے لگے — ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں — بیگم فوراً فون کرنے دوڑیں، ان کے بچے بھی دوڑے — لیکن اس وقت ان کی گردن ڈھلک گئی۔

"اب کوئی فائدہ نہیں — انہیں فوراً لے چلیں۔"

اسی وقت انہیں گاڑی میں ڈال دیا گیا — قبر پہلے ہی تیار کروا لی گئی تھی — محمود اور فاروق بھی قبرستان ساتھ گئے — فرزانہ وہیں رک گئی، کیونکہ عورتوں کو

www.UrduFanz.com

قبرستان جانے کی اجازت نہیں — اور جو عورتیں قبرستان میں
جاتی ہیں — وہ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف
کرتی ہیں اور گناہ گار ہوتی ہیں — خاص طور پر مزاروں پر
جو جاتی ہیں — ان کے ذمے تو نہ جانے کتنے گناہ لکھے
جاتے ہیں۔

محمود اور فاروق کے سامنے شوکت رانا کو قبر میں اتار دیا
گیا — مٹی ڈال دی گئی۔ وہ واپس آ گئے — گھر آ کر محمود
نے بیگم رانا سے پوچھا:

"نجومی نے پیسے لے کر ان سے کیا کہا تھا؟"

"اگلے دن وہ خود بخود قبر سے نکل کر گھر پہنچ جائیں گے۔"

"یقین نہیں آ رہا۔" فرزانہ بولی۔

"یہ تو اب کل ہی معلوم ہو سکے گا۔"

"اچھی بات ہے — ہم تو اب چلیں گے — آپ کم از کم
اپنے رشتے داروں کو تو خبر کر دیں۔"

"سوچ رہی ہوں — کل ہی خبر کر دیں گے — کیا خبر وہ
آ جائیں — تو اس وقت تک مرنے کی خبر کو روکا جا
سکتا ہے۔"

"جیسے آپ کی مرضی — ہم اب آپ کے ہاں کل آئیں
گے — ارے ہاں — کیا کوئی تحریری معاہدہ بھی ہوا تھا —

آپ لوگوں اور پروفیسر بے تاب کے درمیان؟"

"ہاں! اگر وہ زندہ نہ ہوئے تو پروفیسر مجھے پچاس ہزار
لوٹا دے گا۔"

"وہ معاہدہ ہمیں دکھا دیں — ہم کل لیتے آئیں گے۔
اس کی حفاظت ضروری ہے۔"

"جی بہتر — میں لا دیتی ہوں۔"

اس نے کہا اور اندر سے معاہدہ اٹھا لائی — محمود،
فاروق اور فرزانہ نے معاہدے کو پڑھا — اس کے الفاظ
سیدھے سادے تھے — آخر وہ باہر نکل آئے — انھوں
نے اس معاہدے کی فوٹو سٹیٹ تیار کروا لی — گھر پہنچے تو
انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا:

"تو وہ مر گیا؟"

"جی ہاں — مر گیا۔"

"بہت خوب — خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے
دیوانے دو۔"

"جی — اس جملے کا یہاں کیا موقع؟"

"بھئی ایک پہلے جا چکا ہے — دوسرا اب چلا گیا —
مر کر بھی کوئی واپس آتا ہے — پیسے ضائع کر دیے گئے
اور بس۔"

www.UrduFanz.com

"لیکن ابا جان — ان کے درمیان تحریری معاہدہ ہوا ہے۔ یہ دیکھیے۔"

انھوں نے معاہدہ پڑھا اور پھر ان کی آنکھوں میں تیز چمک لہرائی —

نقاب

"ہیلو پروفیسر بے تاب تابانی — کیا رپورٹ ہے؟"

"شوکت رانا سے میں نے آپ کے حکم کے مطابق پچیس لاکھ روپے وصول کیے ہیں سر۔"

"تو اس کے بیوی بچّوں کو اس کی موت نہیں — زندگی چاہیے — اس لیے وُہ تم تک نہیں پہنچے۔"

"یہی بات ہے سر — اچھی بات ہے — تم نے اس کا انتظام کر لیا پھر؟"

"یس سر۔"

"اب میں تمھیں چند خاص ہدایات دینا چاہتا ہوں، لیکن وُہ اس قدر اہم ہیں کہ وائرلیس پر نہیں دے سکتا — تم ایسا کرو کہ میرے پاس آ جاؤ۔"

"او کے سر۔" اس نے فوراً کہا۔

"میں انتظار کر رہا ہوں — تمام کام چھوڑ کر آؤ۔"

www.UrduFanz.com

"یس سر — میں آ رہا ہوں"۔ اس نے کہا اور دُوسری طرف سے سلسلہ کاٹ دیا گیا۔

پروفیسر بے تاب تابانی اسی وقت باہر نکل کر اپنی کار میں سوار ہوا اور وہاں سے روانہ ہو گیا ۔ جلد ہی اس نے محسوس کر لیا کہ کار کا تعاقب کیا جا رہا ہے ۔ وُہ چونک اُٹھا — واپس مُڑا ، پھر اپنے دفتر کے اندرونی کمرے میں آیا — وائرلیس کا بٹن دبایا اور ہیلو ہیلو کرنے لگا — آخر تین منٹ بعد آواز سُنائی دی :

"کیا بات ہے بھئی"؟ باس کے لہجے میں ناگواری تھی۔

"سر — میں آپ کی طرف روانہ ہوا تھا ، لیکن میں نے فوراً ہی محسوس کر لیا کہ میرا تعاقب ہو رہا ہے — لہٰذا میں واپس پلٹ آیا — اب آپ فرمائیں — میں کیا کروں؟" اس نے کہا۔

"پچھلے راستے سے نکل کر پیدل چلتے رہو ، پھر کوئی ٹیکسی پکڑ کر مجھ تک پہنچو"۔ کہا گیا۔

"اچھی بات ہے — میرا خیال ہے — پچھلی طرف بھی کوئی سادہ لباس والا مَوجُود ہو گا"۔

"پہلے چیک کر لو — اگر ایسا ہے — تو رات کا انتظار کرو، اس صُورت میں مجھے پھر بتا دینا"۔

"او کے سر"۔ اس نے کہا اور وہاں سے نکل کر پچھلی سمت میں آیا — چھت پر چڑھ کر اس نے باہر کا جائزہ لیا — اس طرف بھی سادہ لباس والا موجود تھا — اب تو وُہ چکرا گیا، پھر نیچے آیا اور وائرلیس پر رابطہ قائم کیا :

"ہیلو باس ! اس طرف بھی سادہ لباس والا مَوجُود ہے"۔

"ہوں — اچھا — اب تم تعاقب کی پروا نہ کرو — میں نے ترکیب سوچ لی ہے — اُسی وقت چل پڑو اور بے فکر ہو کر مجھ تک پہنچ جاؤ"۔

"جی بہتر ! جو حُکم"۔ اس نے کہا اور باہر نکل کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔

ایک بار پھر وُہ تیز رفتاری سے کار چلا رہا تھا اور محسوس کر رہا تھا کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے — وُہ مُسکرا دیا اور چلتا رہا — آخر ایک بہت بڑی عمارت کے سامنے اس نے کار روک دی اور اندر داخل ہو گیا — کئی برامدے مُڑ کر وُہ ایک کمرے کے سامنے رکا، دستک دی تو اندر سے اشارہ ملا — آ جاؤ —

وُہ اندر داخل ہو گیا — کمرے میں ایک نقاب پوش موجود تھا :

"آؤ بے تاب تابانی — خوش آمدید — وُہ تعاقب کرنے

www.UrduFanz.com

والا یہاں تک آیا ہے یا نہیں؟

"آیا ہے سر۔"

"کوئی بات نہیں — میں اسے دیکھ لوں گا — بیٹھو — مجھے تم سے کچھ باتیں کرنا ہیں۔"

"او کے باس۔" اس نے کہا اور صوفے میں دھنس گیا — باس اس کے سامنے والے صوفے پر تھا۔

"ہمارے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا تابانی۔" باس نے ناخوش گوار انداز میں کہا۔

"جی — کیا مطلب؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"معاہدہ یہ ہوا تھا — کہ تم مجھ سے کوئی بھی بے ایمانی نہیں کرو گے — کسی بھی قسم کی۔"

"یس سر — اور میں نے آپ سے کوئی بے ایمانی قطعاً نہیں کی۔"

"شکریہ! دراصل مجھے بے ایمانی پسند نہیں — دوسری بات جو میرے لیے زیادہ تکلیف دہ ہے — وہ یہ ہے کہ اگر کوئی مجھ سے بے ایمانی کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود کو میری نسبت زیادہ عقل مند خیال کرتا ہے — اب میرا ماتحت ہو — میرے منصوبے پر عمل کر کے وہ لاکھوں روپے ماہوار کمائے اور مجھے بے وقوف خیال کرے — یہ

بات بھلا میں کس طرح برداشت کر لوں۔"

"بالکل ٹھیک ہے باس — آپ کو برداشت کرنی بھی نہیں چاہیے۔" تابانی نے کہا۔

"شکریہ تابانی — اور میں برداشت کر بھی نہیں سکوں گا۔ کیا یہ بات درست نہیں کہ تم اب تک مجھے دھوکا دیتے رہے ہو۔"

"کک — کیا — میں اور آپ کو دھوکا — یہ آپ کیا فرما رہے ہیں سر — میرے تو فرشتے بھی آپ کو دھوکا نہیں دے سکتے۔" پروفیسر بے تاب تابانی نے کہا۔

"لیکن تم نے مجھ سے بے ایمانی کی ہے تابانی — میں ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔"

"آخر میں نے آپ سے کیا بے ایمانی کی ہے باس؟"

"تم نے حاصل شاہ سے کتنے پیسے وصول کیے تھے؟" اب آواز انتہائی سرد ہو گئی — تابانی کا جسم پسینے سے تر ہونے لگا۔

"پچیس لاکھ روپے۔" اس نے مُردہ آواز میں کہا۔

"اور تم نے اس کی اولاد سے کتنی رقم حاصل کی تھی؟"

"پچیس لاکھ۔"

"شکریہ — اب یہ ٹیپ سنو۔"

www.UrduFanz.com

باس نے میز پر رکھے ٹیپ ریکارڈر کا بٹن دبا دیا۔
دوسرے ہی لمحے تابانی کی آنکھوں میں بے پناہ خوف
سمٹ آیا، کیونکہ یہ وہ گفت گو تھی جو اس کے اور
حاصل شاہ کے درمیان ہوئی تھی۔ پھر اس کے بعد وہ
گفت گو سنائی دینے لگی جو اس کے اور حاصل شاہ کی
اولاد کے درمیان ہوئی تھی۔ اور ظاہر ہے۔ اس گفت گو
میں پچاس پچاس لاکھ کا سودا ہوا تھا۔ اب تو اس کی
حالت غیر ہو گئی۔

"بس یا اور کچھ سناؤں؟"

"اور کچھ کیا باس؟" اس نے ڈوبتی آواز میں کہا۔

"تم نے اسی پر بس نہیں کی۔ تم نے سوچا۔ جب میری
اتنی بڑی بے ایمانی کا پتا باس کو نہیں چل سکا۔ تو اب
اور کیا پتا چلے گا۔ لہٰذا تم نے شوکت رانا کے معاملے
میں بھی بے ایمانی کی۔ وہ گفت گو بھی سن ہی لو۔"

اب اگلی گفت گو سنائی دینے لگی۔ تابانی کو تو
اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔ آخر گفت گو ختم
ہو گئی۔ تو اس نے کہا:

"م م۔ معاف کر دیں باس۔ آئندہ ایسی حرکت نہیں ہو
گی۔ میں تمام رقم لوٹا دیتا ہوں۔"

"سنو بھئی۔ مجھے تو نصف سے بھی کم رقم ملی ان دونوں
کیسوں میں۔ جب کہ سارا کام میرا ہے۔ تم تو میرے
صرف آلۂ کار ہو۔ یہ منصوبہ سازی دنوں کا نہیں، کئی
سالوں کا کام ہے۔ اور تم صرف چند دن میں مجھے
دھوکا دے جاؤ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تمہیں جب
میں نے بطور نجومی ملازم رکھا تھا تو اس دفتر کا پتا
کس نے تمہیں دیا تھا اور وہاں جا کر دفتر بناؤ اور اخبارات
میں زور شور سے اشتہارات دے کر نجومی کا کام شروع
کر دو۔"

"آپ نے ہی مجھے اس عمارت میں بھیجا تھا۔"

"پھر تم نے یہ کس طرح سمجھ لیا کہ اس عمارت پر
میرا کوئی کنٹرول نہیں ہو گا۔ وہاں میں نے بے ایمانی کا
کوئی توڑ نہیں کیا ہو گا۔"

"ہوں۔ سر۔ میں اپنی بے وقوفی مانتا ہوں۔ میں آپ
کی عقل کو نہیں پہنچ سکتا۔ صرف ایک بار معاف کر دیں۔"

"نہیں تابانی۔ یہ تو خیر نہیں ہو سکتا۔ اب تم اس صوفے
سے ذرا اٹھ کر دکھا دو۔ تو مانوں۔"

"جی کیا مطلب؟" وہ حیرت زدہ رہ گیا اور صوفے سے
اٹھنے کی کوشش کی، لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اسے یوں

www.UrduFanz.com

لگا جیسے صوفے نے اسے جکڑ لیا ہو ۔ حالانکہ کوئی رسّی اس
کے گرد نہیں تھی ۔
"تم تو نجومی ہو تابانی اور میں جادوگر ۔ دیکھ لو ۔ تم اس
صوفے سے اُٹھنے کے قابل نہیں رہے۔"
"لیکن باس ۔ اگر آپ مجھے معاف نہیں کریں گے تو
آپ کا کام کس طرح چلے گا ۔ نجومی والا دفتر کون
سنبھالے گا؟"
"کوئی تبدیلی نہیں آئے گی ۔ وہاں لوگوں کو بے تاب تابانی
بیٹھا ملے گا۔"
"اوہ شکریہ باس ۔ اس کا مطلب ہے ۔ آپ نے مجھے
معاف کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔"
"نہیں ۔ جب میں کسی کی بے ایمانی پکڑ لیتا ہوں تو
صرف یہ دیکھتا ہوں کہ ایک بار بے ایمانی کرنے کے
بعد وہ باز آ گیا ہے یا نہیں ۔ تم نے حاصل شاہ
سے جو رقم حاصل کی ۔ اس کا نصف مجھے بتایا ۔
بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ میں نے تمہیں جو رقم اس سے
لینے کے لیے کہا تھا ۔ تم نے اس سے دوگنی رقم
حاصل کی ، لیکن تم نے اس پر بس نہیں کی ۔ اس
کی اولاد سے بھی ڈبل رقم حاصل کی ۔ اس پر بھی

صبر نہیں کیا ۔ تم نے شوکت رانا سے بھی ڈبل رقم
حاصل کی ۔ گویا یہ تمہارا مستقل پروگرام تھا ۔ اور
میں تم پر ہنس رہا تھا ۔ اب میں تمہیں اس بات
کا جواب دیتا ہوں کہ تمہارے بعد میرا نجومی
والا دفتر کس طرح چلے گا۔" یہ کہہ کر اس نے تالی بجائی،
اندرونی کمرے کا دروازہ کھلا ۔ ایک شخص اندر داخل
ہوا ۔ جونہی اس کے چہرے پر تابانی کی نظر پڑی،
وہ زور سے چونکا ۔ اس کے سامنے ایک اور تابانی
کھڑا تھا ۔ اس کے چہرے اور جسم میں کوئی فرق
نہیں تھا ۔ وہ سو فی صد تابانی لگ رہا تھا ۔ اور پھر
اس کے ہونٹ ہلے :
"ہیلو مسٹر بے تاب تابانی ۔ کیا حال ہے؟"
اس کی حیرت اور بڑھ گئی ، کیونکہ اس کی آواز بھی
بالکل ویسی ہی تھی ۔
"اُف ۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"
"اب یہ تابانی تمہاری جگہ لے گا اور مجھ سے ایک
پیسے کی بے ایمانی نہیں کرے گا ۔ کیوں تابانی؟"
"بالکل باس ۔ میں تو آپ کا غلام ہوں ، جو آپ دیں
گے ، لے لوں گا۔" اس نے کہا۔

www.UrduFanz.com

"پہلے تو تم اپنے ہم شکل کا کام تمام کرو — یہ
بے چارہ صوفے سے نہیں اُٹھ سکتا، کیونکہ صوفہ میرا
تیار کیا ہوا ہے — اس کے ہاتھ بھی جیبوں کی طرف
نہیں جا سکتے — لہٰذا یہ پستول بھی نہیں نکال سکتا —
اب تم نہایت اطمینان سے اس کی گردن پکڑ لو اور
آہستہ آہستہ دبانا شروع کرو۔"

"نن — نن — نہیں باس — مجھے معاف کر دو۔"

"لیکن کیوں معاف کر دوں — مجھے تمہاری کیا ضرورت
ہے — میرے پاس بالکل تم جیسا آدمی موجود ہے —
یہ تمہاری نسبت بہت تیز طرار ہے — اور بے ایمانی
کے بارے میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا۔"

"توبہ توبہ" دوسرے تابانی نے اپنے گال پیٹے اور
نفرت زدہ انداز میں پہلے تابانی کو دیکھا، پھر اس کی
طرف بڑھنے لگا —

"نن — نہیں" تابانی پھر چلایا۔

لیکن یہاں اس کی کون سنتا — کمرے بھی شاید مکمل
طور پر ساؤنڈ پروف تھے — نیچے موجود سادہ لباس والے
تک اس کی آواز نہ جا سکی — دوسرے تابانی نے
اس کی گردن دبوچ لی — اس نے حرکت کرنے —

خود کو صوفے سے اٹھانے کی بہت کوشش کی — لیکن بس
ہل جُل کر رہ گیا — اور پھر اس کی گردن پر دباؤ بڑھتا
چلا گیا — اس کی آواز حلق میں پھنستی چلی گئی — پھر اس
کی آنکھیں باہر کو اُبل آئیں — اس کا جسم تڑپنے لگا —
پھڑکنے لگا — آخر یہ پھڑکنا اور تڑپنا رک گیا — اس کی
گردن ڈھلک گئی —

"بہت خوب" تابانی — تم اس کام میں بھی ماہر ہو —
آج کے بعد تمہیں تمہارے نام سے کوئی نہیں پکارے گا،
تم یہاں سے واپس سیدھے اپنے دفتر جاؤ گے — اب
انسپکٹر جمشید کا ماتحت اسے صرف یہ رپورٹ دے گا
کہ "تابانی اس عمارت تک آیا اور واپس ہو گیا — انسپکٹر
جمشید اگر تفتیش کرنے یہاں آیا تو میں اسے دیکھ لوں
گا" باس نے کہا۔

"او کے باس — میں جانتا ہوں — آپ اسے دیکھ سکتے
ہیں" تابانی نے ہنس کر کہا اور کمرے سے نکل آیا — باس
نے سرگوشی کے انداز میں کہا:

"اور نمبر دو تابانی — تم نہیں جانتے — جب تم گردن دبا
رہے تھے تو وڈیو فلم بن رہی تھی — یہ پورا منظر فلم بند
ہو چکا ہے — لیکن اس فلم میں میں نہیں ہوں — اگر ضرورت

www.UrduFanz.com

پڑی۔ تو تم بھی پولیس کے حوالے کر دیے جاؤ گے ۔ یا
ٹھکانے لگا دیے جاؤ گے۔"

اس نے اپنا نقاب اُتار پھینکا ۔ اُس کے چہرے پر
ایک شیطانی مُسکراہٹ نمودار ہو گئی ۔ پھر وہ اُٹھا اور وائرلیس
کی طرف متوجہ ہو گیا۔

کیا!!!

"خیر تو ہے ابّا جان۔ آپ اس معاہدے کو پڑھ کر چونک
اُٹھے ہیں"۔ محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"جب مجھے کوئی خاص بات نظر آتی ہے تو چونک
اُٹھتا ہوں ۔ یہ میری عادت ہے ۔ اور تم اس عادت
سے بخوبی واقف ہو۔"

"جی ہاں ! یہ تو ہے۔"

"اب سُنو ۔ اس میں درج ۔ اگر شوکت رانا زندہ نہ
ہوئے تو پروفیسر بے تاب تابانی بیگم شوکت کے پچاس ہزار
واپس کرے گا ۔ گویا اس کام کے صرف پچاس ہزار لیے
گئے ، لیکن ایسا نہیں ہے۔ پچاس لاکھ لیے گئے ہیں۔"

"ارے باپ رے ۔ لیکن آپ کو کیسے معلوم؟"

"میں نے بنک سے یہ بات چیک کرائی ہے۔ شوکت رانا
نے پچاس لاکھ کا چیک کاٹا تھا۔"

www.UrduFanz.com

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"اس کا مطلب ہے۔ وہ معاہدے میں سے صرف دو صفر کم کر دیتے ہیں۔"

"ہاں! بہت خوف ناک اور بہت بڑا کاروبار شروع کیا ہے ان لوگوں نے۔ ذرا سوچو۔ صرف چند دن بعد ایک کروڑ کا سودا۔"

"کمال ہے۔ آخر اتنی دولت لوگوں کے پاس کہاں سے آ جاتی ہے؟"

"ناجائز کمائیاں ہیں۔ بے ایمانیاں کر کے کمائی گئی ہیں۔ وہ اسی راستے خرچ ہوں گی نا۔ اب یہ جو شخص ہے۔ بے تاب وغیرہ۔ یہ کون سا کمائی کرنے کے بعد بچ جائے گا۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔"

"آپ ثبوت کیا دیں گے؟"

"یہ بعد کی بات ہے۔"

"ہوں! آپ ٹھیک کہتے ہیں۔"

"اب ہمیں انتظار ہے کل کا۔ شوکت رانا واپس آتا ہے یا نہیں۔"

"وہ نہیں آئے گا۔ مر کر کون آتا ہے۔ یہ تو سارا دولت کمانے کا چکر ہے۔ جن لوگوں کے گھر والے

ان سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ یہ وارداتیں غالباً صرف ان گھروں میں کی جائیں گی۔"

"حیرت ہے تابانی پر۔ اسے اپنی گرفتاری کا ذرا بھی خوف نہیں ہے۔"

"اس کا خیال ہے۔ ہم اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکیں گے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اور آپ کا خیال کیا ہے؟" فرزانہ مسکرائی۔

"اس پر ہاتھ ڈالنے کا فی الحال کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ جب تک ہم اس کے باس تک نہ پہنچ جائیں۔"

"لیجیے۔ اب اس کا باس بھی نکل آیا۔"

"اگر وہی سب کچھ ہوتا تو اس طرح کھل کر کبھی سامنے نہ آتا۔"

"لیکن ابا جان۔ اس معاہدے کی رو سے بے تاب تابانی پر مقدمہ تو کیا جا سکتا ہے۔ آخر اس نے رقم ہتھیائی ہے۔"

"بھی کچھ ہوگا۔ لیکن کل سے پہلے کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے کہ معاہدے میں کل کی تاریخ ہے۔"

"آپ کا مطلب ہے۔ ہم کل تک آرام کریں۔"

"ہاں بالکل۔"

www.UrduFanz.com

عین اُس وقت فون کی گھنٹی بجی - انسپکٹر جمشید نے ریسیور اُٹھا لیا، ساتھ ہی سیٹ کا بٹن دبا دیا - اب گفت گو وہ بھی سُن سکتے تھے :

"ہیلو سر - نمبر چودہ بات کر رہا ہوں - دو گھنٹے پہلے پروفیسر بے تاب تابانی اپنے دفتر سے کہیں جانے کے لیے نکلا، لیکن شاید اسے تعاقب کا احساس ہو گیا - لہٰذا واپس پلٹ آیا - میں نے اسے اندر جا کر چھت پر چڑھتے بھی دیکھا - اس نے چھت پر چڑھ کر چاروں طرف کا جائزہ لیا، گویا یہ دیکھ رہا تھا کہ اس کے دفتر کی نگرانی کس کس رُخ سے کی جا رہی ہے۔"

"بہت خوب! پھر کیا ہوا؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"پھر کچھ دیر بعد وہ دوبارہ باہر نکلا - اپنی گاڑی میں بیٹھا اور اسی سمت میں روانہ ہوا - اس مرتبہ اس نے تعاقب کی کوئی پروا نہ کی۔"

"ہُوں خیر - وہ کہاں گیا؟"

"تغلق شاہ روڈ پر - ایک عمارت میں - عمارت کئی منزلہ ہے اور بہت لمبی چوڑی - اس کا نام ہے خوبان منزل۔"

"بہت خوب - پھر کیا ہوا؟"

"وہ قریباً ایک گھنٹا اندر رہا، پھر باہر نکل آیا - اور

اپنے دفتر میں واپس آ گیا۔"

"اچھی بات ہے - ہم ابھی اور اسی وقت اس عمارت کو چیک کریں گے - تم بدستور اپنی ڈیوٹی پر رہو گے۔"

"او کے سر۔" اس نے کہا اور انھوں نے ریسیور رکھ دیا۔

"سراغ شروع ہو گیا ہے - بلّی اب تھیلے سے باہر آ کر رہے گی - آؤ چلیں۔"

وہ اُسی وقت خوبان منزل پہنچے - عمارت کے دروازے کے ساتھ ایک کمرہ تھا - اس پر استقبالیہ لکھا تھا - وہ اس کمرے میں داخل ہو گئے :

"یہ عمارت کس کی ہے؟"

"مسٹر خوبان کی۔"

"کیا وہ اس میں رہتے ہیں؟"

"اس کے صرف تین کمروں میں۔" کلرک نے بتایا۔

"حیرت ہے - وہ تین کمروں میں کس طرح رہ لیتے ہیں، کیا وہ اتنے لمبے چوڑے ہیں؟" فاروق بولا۔

"جی کیا مطلب؟" کلرک نے حیران ہو کر کہا۔

"گگ - کچھ نہیں - یہ تو یونہی اِدھر اُدھر کی ہانکتے رہتے ہیں - کیا آپ مسٹر بے تاب تابانی کو جانتے ہیں؟" محمود نے جلدی سے کہا، ساتھ ہی اس نے فاروق کو گھورا بھی۔

www.UrduFanz.com

"جی - کیا کہا — بے تاب تابانی؟"

"جی ہاں — نجومی ہیں۔"

"یہ نام سُنا ہوا لگتا ہے — لیکن اس کے کام نجومیوں جیسے نہیں ہیں۔"

"اسی لیے تو آپ سے بات کر رہے ہیں — وہ تھوڑی دیر پہلے یہاں آئے تھے — اس عمارت میں وہ کس سے ملے تھے آ کر؟"

"یہ بات میں نہیں بتا سکتا۔"

"کیوں؟" وہ بولے۔

"اس لیے کہ اس عمارت میں پچاس کے قریب کمرے ہیں — ان میں چالیس کے قریب کرائے دار رہتے ہیں۔ ان کرائے داروں کے رشتے دار، دوست احباب یہاں آتے جاتے رہتے ہیں — اب یہ میں کس طرح بتا سکتا ہوں کہ کون کس سے ملنے آیا تھا۔"

"بات تو ٹھیک ہے — اچھا صرف اتنا بتا دیں کہ مُلاقاتی آپ کے کمرے کے سامنے سے ہی گزر کر جا سکتے ہیں یا ان کے جانے کا کوئی اور بھی راستا ہے؟"

"اندر داخل ہونے کا راستا تو یہی ہے۔"

"شکریہ! آپ نے اس حُلیے کے آدمی کو اندر جاتے

تو دیکھا ہو گا۔" یہ کہ کر انسپکٹر جمشید نے حُلیہ بتایا — اس نے حُلیہ سُنتے ہی کہا:

"ہاں جناب! اس حُلیے کا آدمی آیا تو تھا — اور کچھ دیر بعد میں نے اسے واپس بھی جاتے دیکھا تھا۔"

"لیکن آپ یہ نہیں بتا سکتے کہ اس نے کس سے مُلاقات کی تھی؟"

"جی نہیں — افسوس!"

"اچھی بات ہے — آپ مجھے اس عمارت میں رہنے والوں کے نام تو دے سکتے ہیں۔"

"بات کیا ہے جناب؟"

"بات تو ہم ابھی نہیں بتا سکتے — بس آپ نام دے دیں۔" انھوں نے کہا۔

"میں ابھی ناموں کی لسٹ کمروں کے نمبروں کے ساتھ بتا دیتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ!"

ناموں کی لسٹ لے کر وہ باری باری ایک ایک کمرے کے دروازے پر گئے — انھوں نے ہر ایک سے پوچھا:

"کیا آپ پروفیسر بے تاب تابانی کو جانتے ہیں؟"

جواب میں ہر ایک نے نفی میں سر ہلا دیا — چند

www.UrduFanz.com

کمروں پر تالے بھی لگے ہوئے تھے — انھوں نے ان کمروں
کے نمبروں پر نشان لگائے اور واپس کلرک کے پاس آئے:
"ان کمروں کے دروازوں پر تالے لگے ہوئے ہیں —
ان سے کب ملاقات ہو سکتی ہے؟"
"شام کو — اس وقت یہ ڈیوٹی پر گئے ہوئے ہیں۔"
"بہت بہتر! اب ہم شام کو آئیں گے۔"
وہ وہاں سے سیدھے پروفیسر بے تاب تابانی کے پاس
پہنچے — پروفیسر انھیں دیکھ کر سوالیہ انداز میں بولا:
"جی فرمائیے — کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"
"آپ نے ہمیں پہچانا نہیں شاید؟"
"آپ میرے پاس آئے تھے — پہچانوں گا کیوں نہیں۔"
وہ مسکرایا۔
"شکریہ! آپ نے پہچانا تو — آپ آج خوبان منزل
گئے تھے؟"
"اوہ ہاں! کیوں کیا بات ہے؟"
"وہاں آپ کس سے ملنے گئے تھے اور کیوں؟"
"پہلے یہ بتائیں — آپ یہ سوال کیوں پوچھ رہے ہیں؟"
"ہم وجہ نہیں بتایا کرتے — آپ سوال کا جواب دیں۔"
"ایک صاحب نے اپنی قسمت کا حال معلوم کرنے کے

لیے بلایا تھا۔" اس نے کہا۔
"بہت خوب! ان صاحب کا نام؟"
"قاسم خان۔"
انھوں نے فوراً لسٹ نکال کر دیکھی — اس میں قاسم خان
کا نام موجود تھا — لیکن اس کے دروازے پر تالا لگا
ہوا تھا۔
"شکریہ جناب! تو پھر آپ نے اس کی قسمت کا حال
اسے بتایا؟"
"ہاں! کیوں نہیں — یہ تو میرا کام ہے۔" اس نے فخریہ
انداز میں کہا۔
"بہت مہربانی — آؤ بھئی چلیں۔"
وہ وہاں سے نکل آئے — انسپکٹر جمشید گہری سوچ میں گم
تھے — فرزانہ نے ان کی حالت کو بغور دیکھا اور بولی:
"خیر تو ہے — آپ بہت گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے ہیں؟"
"ایک عجیب سا احساس مجھے ہو رہا ہے — ویسے وہ
احساس تم تینوں کو بھی ہونا چاہیے تھا۔"
"میرا خیال ہے — میں نے بھی وہ بات محسوس کی ہے،
جس کی طرف آپ اشارہ کر رہے ہیں۔"
"اچھا — بتاؤ ذرا۔" انسپکٹر جمشید چونکے۔

www.UrduFanz.com

"پروفیسر بے تاب تابانی کچھ بدلا بدلا سا ہے - اور اس ملاقات کے دوران اس نے میز پر انگلیاں بھی نہیں بجائیں، جب کہ پہلی ملاقات کے دوران اس نے یہ حرکت کئی بار کی تھی - گویا یہ اس کی خاص عادت ہے، لیکن اس بار اس خاص عادت کو اس نے ایک بار بھی نہیں دہرایا۔"

"بہت خوب فرزانہ - یہی ایک اچھے جاسوس کی نشانی ہے - کہ وہ ذرا ذرا سی بات کو نوٹ کرتا ہے - میں نے بھی اس کی اس عادت کو نوٹ کر لیا تھا - دوسری بات یہ کہ اس کے بات کرنے کا انداز بھی وہ نہیں ہے جو پہلے تھا - لہٰذا کوئی تبدیلی ضرور آئی ہے۔"

"تو پھر ہاتھ کنگن کو آرسی کیا - ہم اسے موقع کیوں دیں - چل کر ابھی اس کے چہرے پر میک اپ کے آثار دیکھ لیتے ہیں۔" محمود نے کہا۔

"ہاں! ترکیب بری نہیں - ہو سکتا ہے، اس سے اصل آدمی کے بارے میں کچھ معلوم ہو جائے۔" انسپکٹر جمشید نے تائید کی -

"تو پھر چلیے - انتظار کس بات کا۔"

وہ واپس پلٹے اور پروفیسر بے تاب تابانی کے دفتر میں داخل ہوئے -

"خیر تو ہے - آپ پھر آ گئے۔" اس کے لہجے میں حیرت در آئی -

"ایک بات رہ گئی تھی۔"

"اور وہ کیا؟"

"پہلے جب ہم نے آپ سے ملاقات کی تھی تو اس وقت آپ کے بات کرنے کا انداز اور تھا - اب اور ہے - کیا آپ اس کی وضاحت کریں گے؟"

"آپ کو ضرور وہم ہو گیا ہے۔" وہ مسکرایا۔

"جی نہیں - پہلی ملاقات کے وقت آپ کی ایک خاص عادت ہم نے نوٹ کی تھی، لیکن آج آپ کی وہ عادت دیکھنے میں نہیں آئی۔"

"کیا مطلب - وہ کیا عادت ہے؟" وہ چونکا۔

"یہ تو آپ بتائیں - کہ آپ اپنی کون سی عادت بھول رہے ہیں؟"

"اوہ ہاں! دراصل میں کچھ پریشان ہوں آج۔"

"پریشانی میں تو ایسی عادتیں اور بھی زیادہ دیکھنے میں آتی ہیں۔"

"میرا معاملہ اُلٹ ہے۔" اس نے پُرسکون ہو کر کہا۔

"چلیے پھر - اتنا بتا دیں - وہ عادت کیا تھی؟"

www.UrduFanz.com

"انگلیاں میز پر مارنا:" وہ مسکرایا ، ساتھ ہی اس نے بالکل پہلے انداز میں انگلیاں بجائیں۔

وہ دھک سے رہ گئے - ان کا تو خیال تھا کہ پروفیسر تابانی کی جگہ کسی اور شخص نے لے لی ہے ، لیکن اب ان کا خیال گڑ بڑا گیا تھا۔

وہ اُٹھ کھڑے ہوئے - اور جانے کے لیے مڑے - ابھی ایک دو قدم ہی اُٹھائے تھے کہ انسپکٹر جمشید رک گئے اور ٹھہری ہوئی آواز میں بولے :

" آپ نے انگلیاں ضرور بجائی ہیں - اور اسی کے انداز میں بجائی ہیں ، لیکن ایک بات پھر بھول گئے۔"

" کیا مطلب — مم - میں کیا بھول گیا ؟"

" اب یہ بھی آپ خود ہی بتا دیں۔"

" نہیں - میں کچھ نہیں بھولا - آپ زبردستی بھلوا رہے ہیں۔" اس نے منہ بنایا۔

" اچھا تو پھر سُنیے — پہلے آپ نے ہر مرتبہ صرف دائیں ہاتھ کی انگلیاں بجائی تھیں ، لیکن اب اس وقت بائیں ہاتھ کی۔"

"اوہو— تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔" اس نے جلا کر کہا۔

" ہمارے نزدیک بہت فرق پڑتا ہے - اور خاص طور پر اس صورت میں جب کہ چہرے پر میک اپ بھی بہت زبردست ماہر سے کرایا گیا ہو۔"

" کیا !!" نہ صرف وہ - بلکہ پروفیسر بے تاب تابانی بھی اُچھل پڑا —

www.UrduFanz.com

لوٹنے والے

چند لمحے تک موت کا سناٹا طاری رہا، پھر انسپکٹر جمشید کی آواز اُبھری:

"ہاں جناب! اب مَیں یقین سے کہہ سکتا ہُوں کہ آپ نقلی بے تاب تابانی ہیں۔ اب ہم اس دفتر کی تلاشی لیں گے، آپ کی تلاشی لیں گے اور آپ کے چہرے سے میک اَپ اتاریں گے، تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔"

"ویسے ابّا جان۔ میرا خیال ہے، اب یہ محاورہ بدل دینا چاہیے۔" فارُوق نے منہ بنایا۔

"کیوں بھئی۔ اس میں کیا خرابی واقع ہو گئی؟"

"یہ کہ آج کل تو دودھ میں دودھ ہوتا ہی نہیں۔ بس پانی ہی پانی ہوتا ہے۔ لہٰذا دودھ کا دودھ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اور پانی کا پانی وُہ پہلے ہی ہے۔ ثابت کیا ہو گا؟"

"یار چُپ رہو۔ تم ہر وقت ٹانگ نہ گھسیڑ دیا

کرو۔ بات کیا ہو رہی تھی اور تم کیا لے بیٹھے۔" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"س۔ سوری ابّا جان۔" فارُوق گھبرا کر بولا۔

"خیر کوئی بات نہیں۔ ہاں تو مسٹر نقلی تابانی۔ تم ذرا ہاتھ اُوپر اُٹھا کر کھڑے ہو جاؤ۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی انسپکٹر جمشید نے جیب میں ہاتھ ڈال دیا، لیکن ابھی پستول باہر نہیں آیا تھا کہ اس نے بلا کی رفتار سے چھلانگ لگائی۔ اس کا ارادہ دفتر سے نکل جانے کا تھا، لیکن وہ منہ کے بل فرش پر گرا۔ اس موقعے پر محمود کی ٹانگ چلے بغیر کس طرح رہ سکتی تھی۔

"بے چارہ۔ سرکاری ٹانگ کو دیکھ نہیں سکا۔ لہٰذا منہ کی کھائی۔ اسے کہتے ہیں۔ چپڑی اور دو دو۔" فارُوق ہنسا۔

"لیجیے۔ اسے چپڑی اور دو دو کس طرح کہتے ہیں؟" فرزانہ نے بُرا سا منہ بنایا۔

"اوہو سمجھا کرو۔ چپڑی اور دو دو۔ اس کے لیے نہیں، ہمارے لیے۔" فارُوق نے اسے گھورا۔

"اچھا بابا۔ تم ہی ٹھیک کہتے ہو۔ اب ذرا بات کر لینے دو۔" محمود نے تلملا کر کہا۔

"بات۔ اوہ ہاں! بات۔ واقعی۔ بات کا حق یہی ہے

www.UrduFanz.com

کہ اس کو کر لینے دیا جائے۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔
"دھت تیرے کی۔ پھڑک چکی اب تو اس کی رگ۔"
محمود نے جلا کر کہا۔
"وہ بھی رگِ شرارت۔ کیونکہ پھڑکنے والی رگیں بھی تو کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ کسی کی غیرت کی رگ پھڑکتی ہے، تو کسی کی غصے کی اور کسی کی جوش کی۔ وغیرہ وغیرہ۔"
"ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے یہاں اردو کا پیریڈ شروع ہو چکا ہے۔ چلو اس کی تلاشی لو۔ اور اب تم تینوں نہیں بولو گے۔"
وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔ تلاشی شروع کی، لیکن اس کی جیبوں سے عام قسم کی چیزوں کے علاوہ کچھ نہ ملا۔ البتہ چہرے پر میک اَپ ثابت ہو گیا۔ میک اَپ اُترنے کے بعد ان کے سامنے ایک اور ہی چہرہ نکل آیا۔
"اب اس چہرے کو پہچاننے کے لیے انکل اکرام کی خدمات حاصل کرنا ہوں گی۔ ٹھیک ہے نا ابا جان۔" فرزانہ نے کہا۔
"ہاں بھئی۔ یہ بہت ضروری ہے۔ یوں بھی یہاں اکرام کی ضرورت ہے۔ آخر اسے حوالات بھی بھیجنا ہے۔ اس

مزا آئے۔ اگر آپ مر کر زندہ ہو جائیں۔"
"پہلے تو مجھے مرنے کے خیال سے ہی پسینے آ رہے ہیں۔" حاصل شاہ نے کہا۔
"پسینہ تو آپ کو یوں بھی بہت زیادہ آتا ہے۔ ڈیڈی۔" ثریا شاہ نے ہنس کر کہا۔
"اچھا بس خاموش۔ بیگم تم بتاؤ! میں اب کیا کروں؟"
"کم از کم آپ کو اس بے تاب "تابانی" سے مل تو لینا چاہیے۔ یہ بھی کیا نام ہے۔ بے تاب "تابانی"۔" بیگم نے کڑوا سا منہ بنا کر کہا۔
"اچھی بات ہے۔ میں ابھی اور اسی وقت جا رہا ہوں، تم ذرا تمام عزیزوں اور رشتے داروں کو بلا لو۔" وہ بولے۔
"اس کی کیا ضرورت ہے؟"
"بھئی مرنے سے پہلے سب سے مل تو لوں۔ کیا خبر۔ میں زندہ ہو سکوں یا نہ ہو سکوں۔"
"میں تو کہتی ہوں۔ یہ شخص ہمیں وہم میں ڈال کر آپ سے دولت اینٹھنا چاہتا ہے۔"
"تم فکر نہ کرو۔ اگر یہ شخص کوئی چکر باز ہوا تو میں اس کے لیے اس سے بڑھ کر چکر باز ثابت ہوں گا۔" حاصل شاہ نے کہا۔

www.UrduFanz.com

"آپ اور چکر باز ثابت ہوں گے — کھی کھی کھی۔" ثریا منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسنے لگی۔

"کیوں! کیا بات ہے — کیا نہیں ہو سکتا۔"

"ہرگز نہیں — آپ تو بس دُوسروں کے چکر میں آ سکتے ہیں — آپ خود کسی کو چکر نہیں دے سکتے۔ ہم نے تو جب سے ہوش سنبھالا ہے — یہی دیکھا ہے — آپ دُوسروں کے چکر میں آسانی سے آ جاتے ہیں۔"

"لیکن — کیا میں اس طرح اپنا کوئی نقصان کر بیٹھتا ہوں؟" حاصل شاہ نے ہنس کر کہا۔

"نن — نقصان — نقصان کے بارے میں تو میں نہیں کہہ سکتی — کیوں فیقر؟" وُہ ہنسی۔

"فیقر ہو گی تم خود — میں تو امیر ہوں — آج سے میرا نام امیر شاہ ہے — یُوں بھی دو دن بعد..."

"دو دن بعد کیا؟" باپ نے اسے گھورا۔

"کک — کچھ نہیں — آپ کو کچھ نہیں ہونے والا — بے تاب تابانی ضرور جھوٹا ہے۔"

"اچھا خیر — پہلے میں اس سے مل تو لوں۔"

"ضرور — کیوں نہیں۔"

حاصل شاہ اسی وقت اپنی لمبی کار میں کوٹھی سے باہر

پورے دفتر کی تلاشی بھی لینا ہے۔"

انھوں نے سب انسپکٹر اکرام کو فون کیا اور تلاشی شروع کی — دوسرے کمرے کی الماری کے خفیہ خانے میں انھیں وائرلیس سیٹ مل گیا — جب انھوں نے اس کا جائزہ لیا تو وُہ بھی خاص قسم کا پایا گیا:

"بڑے پیمانے پر کام ہو رہا ہے بھئی — یہ بات ماننا پڑے گی۔" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"چلو تابانی صاحب — فی الحال ہم آپ کو تابانی ہی کہیں گے، کیونکہ آپ کا اصل نام ہمارے انکل آ کر بتائیں گے، ہاں تو — اس وائرلیس پر ذرا اپنے باس کو تو بلائیں۔"

اس نے انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھا:

"ہاں ہاں — بلاؤ — میں بھی اس کی آواز سننا پسند کروں گا۔"

وُہ آگے بڑھا — بٹن دبایا تو ٹوں ٹوں شروع ہو گئی — قریباً ایک منٹ تک ٹوں ٹوں ہوتی رہی، پھر اس نے نفی میں سر ہلا دیا:

"نہیں — وُہ سیٹ کے آس پاس موجود نہیں ہے — کہیں گیا ہوا ہے۔"

"خیر — ہم پھر کوشش کریں گے — اب ذرا بتاؤ — یہ سارا

www.UrduFanz.com

چکر کیا ہے؟

"بس دولت سمیٹنے کا اور کیا۔"

"تو موت کا دن نجومی صاحب کو کس طرح معلوم ہوتا ہے؟" انھوں نے پوچھا۔

اچانک وائرلیس سیٹ میں سے ایک شعلہ سا نکلا۔ شعلہ تابانی کے سینے سے ٹکرایا۔ اس کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے آگ پکڑ لی۔ دوسری طرف سیٹ بھی جلنے لگا۔ انھوں نے دوڑ کر خود کو آگ سے بچایا، پھر وہ پانی لینے بیرونی کمرے کی طرف دوڑے، لیکن تابانی تو دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔ جب تک وہ پانی لے کر آئے۔ وہ ختم ہو چکا تھا؛ تاہم پھر بھی انھوں نے اس پر پانی کی بالٹی الٹ دی:

"اب کیا فائدہ۔ مر چکا ہے۔"

"تب بھی۔ اسے جلنے سے تو بچانا ہے۔ یہ بات تو ہمیں اکرام ہی بتائے گا۔ کہ یہ کون ہے؟"

"اوہ ہاں!"

آگ بجھا دی گئی۔ اس کا چہرہ ابھی تک شناخت کے قابل تھا۔ آگ کا زور کپڑوں کی طرف زیادہ رہا تھا۔ آخر اکرام وہاں پہنچ گیا۔ وہاں کی حالت دیکھ کر وہ لرز

اٹھا۔ ایک جلی ہوئی لاش اس کے سامنے تھی۔

"دیکھو اکرام۔ یہ کون ہے؟"

"یہ مکھّو ہے۔ پچیس سال پہلے فرار ہوا تھا۔ یہ اس وقت کے مشہور جرائم پیشہ شنّو کے ساتھ کام کرتا تھا۔ شنّو کبھی پولیس کے ہاتھ نہ لگ سکا۔ مکھّو ضرور پکڑا گیا تھا، لیکن اسے بھی شنّو کے آدمیوں نے حوالات پر حملہ کرکے چھڑا لیا۔ اس وقت وہ ایک گروہ کا سرغنہ تھا اور اس کی دہشت بہت تھی۔ پھر شنّو بالکل غائب ہو گیا۔ آج اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد میں نے اس کی شکل دیکھی ہے۔ اس وقت میں نیا نیا محکمے میں بھرتی ہوا تھا۔"

"بہت خوب۔ اس کا مطلب ہے۔ یہ آج بھی شنّو کے لیے کام کر رہا ہے۔ اور اب ہمیں شنّو پر ہاتھ ڈالنا ہے۔ لیکن۔ وہ ہمیں کہاں ملے گا؟"

"یہ۔ یہ تو میں نہیں بتا سکتا۔" اکرام نے گھبرا کر کہا۔

"خیر۔ یہ بات میں نے تم سے تو کہی بھی نہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

انھوں نے اکرام کو ساری تفصیلات سنائیں۔ اور پھر مکھّو کی لاش کو لے جایا گیا۔ دفتر کو سیل کر دیا گیا۔

www.UrduFanz.com

وہ گھر پہنچے ہی تھے کہ بیگم جمشید نے انھیں پیغام دیا:

"شوکت رانا کے گھر سے فون آیا تھا۔"

"وہ کیا کہتے ہیں؟"

"یہ کہ شوکت رانا گھر آ گئے ہیں، لیکن ابھی ان کی دماغی حالت ذرا ٹھیک نہیں ہے۔"

"کیا — شوکت رانا زندہ ہو گیا ہے۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

وہ اسی وقت شوکت رانا کے گھر پہنچے۔ دستک کے جواب میں خود شوکت رانا باہر نکلا اور ان سے گرم جوشی سے ملا۔ انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھ کر اس نے کہا:

"آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ بھی تشریف لائے۔"

"آپ تو دماغی طور پر بالکل ٹھیک نظر آ رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اب حالت پہلے سے بہت بہتر ہو گئی ہے — تھوڑی دیر پہلے تک میں گم صم سا تھا۔"

"ہوں — چلیے — اس بات کی خوشی ہے کہ آپ کو

زندگی مل تو گئی۔"

"آئیے — اندر بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"

ڈرائنگ روم میں اطمینان سے بیٹھنے کے بعد انسپکٹر جمشید نے کہا:

"آپ کو جب ہوش آیا تو آپ کہاں تھے؟"

"ایک سڑک کے کنارے۔"

"اوہو اچھا — تو آپ وہاں سے اٹھ کر خود گھر تک پہنچے ہیں؟"

"جی ہاں! وہ جگہ سنسان تھی — مجھے کافی دیر تک پیدل چلنا پڑا — پھر ایک ٹرک مل گیا، اس پر لفٹ لے کر میں شہر تک آیا اور شہر سے ٹیکسی لے کر یہاں آیا۔" اس نے بتایا۔

"بہت خوب — اس کے علاوہ اور کوئی بات آپ کو یاد آتی ہو؟"

"اس کے علاوہ تو گھر میں اچانک طبیعت کا بگڑ جانا یاد ہے اور بس۔"

"آپ جب ہوش میں آئے تو کپڑے وغیرہ مٹی میں بھرے ہوئے تھے؟" محمود نے پوچھا۔

"جی نہیں — صاف ستھرے تھے۔"

www.UrduFanz.com

"کپڑے تو وُہی تھے نا آپ کے جسم پر جن میں آپ کو دفن کیا گیا تھا؟"

"نہیں - کپڑے تبدیل کر دیے گئے تھے۔"

"اوہ اچھا - گویا پہلے آپ کو قبر سے نکالا گیا، پھر کپڑے پہنائے گئے؟"

"جی - کیا فرمایا - نکالا گیا؟"

"ہاں! اگر آپ خود قبر سے نکل کر آتے ہوتے تو پھر آپ کے جسم پر وُہی لباس ہوتا۔"

"ہاں! یہ تو ہے۔"

"اس کا مطلب ہے - ایسے لوگوں کو پہلے قبر سے خود نکالتے ہیں یہ لوگ۔"

"جی - کون لوگ؟"

"لوٹنے والے۔" انھوں نے کہا۔

"لوٹنے والے!"

"دراصل انسان کی موت کا وقت نہیں آیا ہوتا - نجومی خط لکھ کر بتاتا ہے کہ اس کے علم کے مطابق آپ کی موت کا وقت آ گیا ہے - اور یہ کہ وُہ آپ کو موت سے بچا سکتا ہے - پھر وُہ کوئی دوا دے کر وقتی طور پر اسے موت سے دو چار کر دیتے ہیں - گھر والے یہی خیال

کرتے ہیں کہ وُہ مر گیا ہے - حالانکہ مرا نہیں ہوتا۔"

"اوہ!"

"ہاں! سکتے کی حالت ہو جاتی ہو گی - اس حالت میں دفن کر دیا جاتا ہے - اسی لیے تو ہدایت ہوتی ہے کہ فوراً دفن کر دیا جائے - دیر نہ لگائی جائے - ورنہ وہ خود ہوش میں آ سکتا ہے - اور ان کا بھانڈہ پھوٹ سکتا ہے - خیر - اب میں ان لوگوں کو دیکھ لوں گا۔"

"لیکن ابا جان - آپ کس طرح دیکھ لیں گے - اب تو تابانی ختم ہو چکا ہے۔"

"تم نہیں جانتے - اس کے لیے نجومیوں کی کیا کمی ہے، میرا مطلب ہے - فرضی نجومیوں کی - ملکھو جیسے نہ جانے کتنے آدمی اس کے لیے کام کرتے ہوں گے۔"

"لیکن ہم اخبارات کے ذریعے عوام کو خبردار کر سکتے ہیں۔" محمود بولا۔

"ہاں! ہم ایسا کریں گے، لیکن اس وقت تک وُہ نہ جانے کتنے لوگوں کو لوٹ چکا ہو گا - خیر - دیکھا جائے گا!"

"ارے - مم - مگر۔" فاروق کے منہ سے نکلا۔

"یہ ارے مگر کہاں سے ٹپک پڑا؟"

www.UrduFanz.com

"حاصل شاہ — وہ کیوں زندہ نہیں ہوا؟"

"اوہ ہاں! یہ بات بھی ہے — میرا خیال ہے — ہمیں یہ کیس حاصل شاہ سے شروع کرنا چاہیے۔" انسپکٹر جمشید نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔

"تو پھر چلیے — اسی وقت چلتے ہیں۔"

"ہاں ٹھیک ہے — ویسے اس بار کا مجرم بہت چالاک ہے — ہے بھی پرانا گھاگ۔"

"کوئی بات نہیں، ابا جان! پہلے بھی تو ان گنت پرانے گھاگوں سے ہمارا واسطہ پڑتا رہا ہے۔" فاروق مسکرایا۔

وہ حاصل شاہ کی کوٹھی کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے — ایک نوجوان آدمی نے دروازہ کھولا:

"ہم آپ کو ذرا زحمت دینے آئے ہیں" انسپکٹر جمشید نے بات شروع کی —

"فرمائیے — کیا بات ہے؟"

"حاصل شاہ ..." انسپکٹر جمشید کہتے کہتے رک گئے۔

"وہ میرے والد تھے۔" نوجوان نے غمگین انداز میں کہا۔

"اور انھیں ایک خط ملا تھا — ٹھیک ہے نا — پُراسرار خط — یہ کہ وہ فلاں تاریخ کو مر جائیں گے، لیکن پروفیسر تابانی انھیں بچا سکتا ہے۔"

"ہاں جناب! یہی بات ہے۔"

"پھر آپ لوگوں نے پروفیسر تابانی کو رقم ادا کی؟"

"ہاں جناب!" فقیر شاہ نے غمگین انداز میں کہا۔

"لیکن وہ زندہ نہیں ہوئے۔"

"جی — جی ہاں۔"

"پھر آپ نے تابانی کے خلاف کیا کارروائی کی؟"

"ہم تو ابھی صدمے سے سنبھل نہیں پائے — اب وکیل سے مشورہ کریں گے۔"

"خیر — اب مشورے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا — پروفیسر تابانی مر چکا ہے۔" محمود بول اٹھا۔

"کیا کہا۔" وہ حیرت زدہ رہ گیا۔

"نہیں بھئی — پروفیسر تابانی ابھی نہیں مرا — اس کی جگہ کوئی اور مرا ہے — وہ ابھی زندہ ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن کہاں — ہم نہیں جانتے۔" فرزانہ نے کہا۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے، لیکن ہم اسے تلاش کر لیں گے — آپ لوگوں نے اسے کتنے پیسے دیے تھے؟"

"جی — پچاس لاکھ روپے۔"

"کیا — پچاس لاکھ روپے۔" وہ حیران رہ گئے، پھر انسپکٹر جمشید جلدی سے بولے:

www.UrduFanz.com

"آپ کے والد کا اکاؤنٹ کون سے بنک میں ہے ۔ یا تھا؟"

"جج ۔ جی ۔ لیکن آپ یہ سب باتیں کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"ہم ان دھوکے بازوں کو پکڑنا چاہتے ہیں۔"

"تو یہ لوگ دھوکے باز ہیں؟"

"ہاں! یہ لوٹنے کا ایک بالکل نیا انداز ہے ۔ شہر میں اب تک دو واقعات ہوئے ہیں، لیکن دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ آپ کے والد زندہ ہو کر واپس نہیں آئے ۔ جب کہ شوکت رانا واپس آ گئے ہیں ـــ آخر کیوں؟"

"جی ۔ کیا مطلب؟"

"بالکل اسی طرح کا خط شوکت رانا کو ملا تھا ۔ انھوں نے بھی پروفیسر بے تاب تابانی سے معاملہ طے کر لیا تھا ۔ رقم ادا کر دی تھی ۔ اور وہ واپس آ گئے ہیں ۔ یعنی دفن کیے جانے کے بعد۔"

"اوہ! پھر ہمارے والد کیوں نہیں آئے؟"

"یہ تو پروفیسر بے تاب تابانی بتائے گا ۔ اور ہم اب اس کی تلاش میں ہیں ۔ آپ نے بنک کا نام نہیں بتایا۔"

"جی ۔ نیشنل بنک ۔ مرکزی شاخ۔"

"شکریہ!" انھوں نے کہا اور بنک کے نمبر ملائے ۔ اپنا نام بتا کر انھوں نے بنک مینجر سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی ۔ جلد ہی مینجر کی آواز سنائی دی:

"فرمائیے ۔ سر ۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"حاصل شاہ کو جانتے ہیں؟"

"جی ہاں! وہ ہمارے بہت بڑے اکاؤنٹ ہولڈر تھے، اب اس دنیا میں نہیں رہے۔"

"ہاں! لیکن اکاؤنٹ تو اب بھی آپ کے بنک میں ہی ہے۔"

"جی ہاں! وہ تو ہے۔"

"مرنے سے پہلے انھوں نے کتنی رقم نکلوائی تھی؟"

"پچاس لاکھ۔"

"صرف یہی رقم نکلوائی گئی ۔ یا کوئی اور بڑی رقم بھی؟"

"جی نہیں ۔ صرف یہی رقم۔"

"ان کے مرنے کے بعد اب اکاؤنٹ کس کے دستخط سے جاری ہے؟"

"فقیر شاہ صاحب سے ـــ ان کے وکیل نے ان کے کاغذات بنک میں جمع کروائے ہیں اور انھیں ساری دولت کا وارث قرار دیا ہے ۔ ان کاغذات میں عدالتی فیصلہ بھی موجود ہے۔"

www.UrduFanz.com

"بہت خوب! اس خان دان میں سے کسی اور کا اکاؤنٹ بھی آپ کے بنک میں ہے؟"

"جی ہاں! ان کی وفات سے پہلے فقیر شاہ اور بیگم حاصل شاہ کے اپنے اکاؤنٹ بھی تھے۔"

"بہت خوب۔ اسی دوران یا ایک آدھ دن بعد ان کے اکاؤنٹ میں سے کوئی بڑی رقم نکلوائی گئی ہے؟"

"جی ہاں! دونوں اکاؤنٹوں میں سے پچیس پچیس لاکھ۔"

"شکریہ! مجھے یہی معلوم کرنا تھا۔"

فون کا ریسیور رکھ کر وہ ان کی طرف مڑے:

"آپ دونوں نے پچیس پچیس لاکھ روپے کس سلسلے میں نکلوائے تھے؟"

"انھوں نے اپنے دوستوں سے وقتی طور پر یہ رقم لی ہوئی تھی۔ مرنے کے فوراً بعد ان لوگوں نے تقاضا کیا۔ اس وقت ہم ان کے اکاؤنٹ میں سے تو نکلوا نہیں سکتے تھے۔ لہٰذا اپنے ذاتی اکاؤنٹوں میں سے رقم نکلوانا پڑی۔"

"بہت خوب! ان دوستوں کے نام پتے۔ جنھیں آپ نے یہ پچاس لاکھ روپے ادا کیے؟"

"آخر آپ اتنی باریکیوں میں کس لیے جا رہے ہیں؟"

"یہ ہماری خاص عادت ہے۔ آپ نام بتائیں۔"

"ہمیں افسوس ہے۔ نام نہیں بتا سکتے۔"

"کیوں۔ کس لیے؟"

"اس لیے کہ ان لوگوں نے منع کر رکھا ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں انھیں سمجھا لوں گا کہ آپ نہیں بتا رہے تھے۔ میرے کہنے پر آپ نے مشکل سے بتایا ہے۔"

"نہیں۔ ہم نہیں بتا سکتے۔"

"تو پھر میں بتا دیتا ہوں۔"

"جی کیا مطلب۔ آپ بتا سکتے ہیں۔ آپ ان دوستوں کے نام کس طرح بتا سکتے ہیں؟" ثریا شاہ کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"بھئی بتانے کا کیا ہے۔ کچھ بھی بتایا جا سکتا ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"تم چپ رہو۔ ہاں فقیر شاہ صاحب۔ کیا آپ میرے منہ سے سننا پسند کریں گے اس کا نام۔ جسے آپ نے پچاس لاکھ روپے دیے ہیں۔" وہ مسکرائے۔

"آپ ان کا نام ہرگز نہیں بتا سکتے، کیونکہ..." فقیر شاہ کہتے کہتے رک گئے۔

www.UrduFanz.com

"کیونکہ کیا؟" انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا۔

"کیونکہ آپ انھیں جانتے ہی نہیں تو نام کس طرح بتا سکیں گے؟"

"میرا خیال ہے کہ میں نام بتا سکتا ہوں۔ آپ اگر سُننا چاہیں۔"

"ہاں کیوں نہیں۔ بھلا ہم کیوں نہ سُننا چاہیں گے۔" فقیر شاہ نے ہنس کر کہا۔

"کیا خیال ہے بھئی؟" انسپکٹر جمشید ان کی طرف مُڑے۔

"جی۔ کس بارے میں؟"

"یہ بات انھیں تم بتاؤ گے یا میں بتاؤں۔"

"جی۔ ہم۔ ہم کس طرح بتا سکتے ہیں ابا جان۔" فرزانہ گڑبڑا گئی۔

"میرا تو خیال تھا کہ تم نہایت آسانی سے بتا سکتے ہو۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"اچھا یہ بات ہے۔ تو پھر ہمیں غور کرنے کی مہلت دیں۔"

"میں تم تینوں کو ایک منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔"

"جی۔ صرف ایک منٹ کی۔ یہ تو بہت کم ہے۔"

"لیکن یہ بھی تو سوچو۔ ہم اس وقت کسی کے گھر میں بیٹھے ہیں۔ میرے ساتھ انھیں بھی انتظار کرنا ہو گا۔"

"اوہ ہاں! یہ تو ہے۔ اچھا خیر۔ ایک منٹ ہی سہی۔"

"آخر یہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟"

"آپ تو یہ کہ رہے ہیں نا کہ میں ان کا نام نہیں بتا سکتا اور میں چاہتا ہوں۔ میری بجائے نام یہ بتا دیں۔"

"اور میں نام بتا سکتی ہوں ابا جان۔" فرزانہ نے کہا۔

"کیا۔" محمود اور فاروق ایک ساتھ بولے۔

"ہاں! انھوں نے مزید پچاس لاکھ بھی پروفیسر بے تاب تابانی کو دیے ہیں۔"

"نہیں!!!"

حاصل شاہ کا گھرانا پوری قوت سے چلّا اُٹھا۔

www.UrduFanz.com

غیر مُلکی اکاؤنٹ

اب ان کے چہروں پر حیرت اور خوف کے سوا کچھ نہیں رہا تھا — ان کے منہ کُھلے ہوئے تھے اور آنکھیں پھٹی پڑ رہی تھیں —

"یہ — یہ ہم نے کیا سُنا ہے؟" فارُوق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"اور کیوں سُنا ہے؟" محمود نے کہا۔

"بہت خوب! محمود کا جُملہ پسند آیا۔"

"جی کیا مطلب — محمود کے جُملے میں پسند آنے والی ایسی کون سی بات ہے؟" فارُوق نے بُرا سا منہ بنایا۔

"بھئی غور کرو — اس نے کہا ہے کہ ہم نے یہ سب کیوں سُنا ہے — مطلب یہ کہ کیا دُنیا میں ایسا بھی ہو سکتا ہے۔"

"آپ کا مطلب ہے — ان لوگوں نے پچاس لاکھ مزید

پروفیسر بے تاب تابانی کو صرف اس لیے دیے کہ وہ قبر سے حاصل شاہ کو نکلنے ہی نہ دے اور مرجانے دے — پچاس لاکھ حاصل شاہ خود اپنی زندگی میں اسے دے چکے تھے۔" فارُوق نے کہا۔

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"لیکن آپ نے اور آپ کے بعد فرزانہ نے یہ اندازہ کس طرح لگایا؟"

"ان کی شکلوں کو دیکھو — صورتوں کو دیکھو — ان کے چہروں سے سچا غم ہرگز نہیں جھانک رہا — یہ تو اندر سے بہت خوش ہیں — اسی لیے یہ ان دوستوں کے نام نہیں بتا رہے تھے — جن کے بارے میں بتایا ہے کہ وقتی طور پر ان کے والد نے ان سے رقم لی تھی۔"

"اُف مالک — اس کا مطلب ہے — حاصل شاہ نے اپنی زندگی کا سودا بے تاب سے کیا اور اِنھوں نے ان کی موت کا سودا کیا — تب تو یہ اُنھیں موت کے گھاٹ اتارنے میں برابر کے شریک ہیں۔"

"ہاں! تم اکرام کو فون کر دو — اب ان لوگوں کو گرفتار کرنا ضروری ہو گیا ہے۔"

"نن — نہیں — آپ بھی ہم سے پچاس لاکھ لے لیں —

www.UrduFanz.com

اور اس معاملے کو دبا دیں۔"

"یہی تو مشکل ہے — پچاس لاکھ کی ہمارے نزدیک ذرا سی بھی اہمیت نہیں۔"

"اوہ — تو ہم ایک کروڑ دینے کے لیے تیار ہیں۔"

"افسوس! آپ اپنی تمام دولت بھی دیں، تب بھی یہ سودا نہیں ہو گا — اس لیے کہ رشوت کا ہماری زندگیوں سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔"

یہ کہ کر انسپکٹر جمشید نے اکرام کو فون کیا — ان کے چہرے سفید پڑ گئے —

"حیرت ہے — آج کے لوگوں کا خُون اس حد تک سفید ہو گیا ہے۔"

"ہاں — دُکھ ہوتا ہے سُن کر — یہ لوگ دَولت کو اپنا سب کچھ سمجھنے لگے ہیں — انسانی رشتے دولت کے نیچے اس قدر دب گئے ہیں — کہ محسوس بھی نہیں ہوتے — حاصل شاہ مر گئے — اور یہ بہت خوش ہیں — لیکن حاصل شاہ کی موت انھیں راس نہیں آئے گی — اب یہ باقی زندگی جیل میں گزاریں گے — اور ان کی یہ ساری دولت ان کے کسی کام نہیں آ سکے گی۔"

آخر اکرام وہاں پہنچ گیا — اس نے ساری بات سُن کر

حیرت زدہ انداز میں پلکیں جھپکائیں اور پھر ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیں —

"آؤ بھئی اب چلیں — اب یہاں ہمارے لیے کیا رہ گیا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اور پروفیسر بے تاب تابانی — اس کھیل کا اصل مہرہ۔"

"وُہ بھی اصل مہرہ نہیں ہے — وائرلیس پر اسے جو ہدایات دیتا تھا — وُہ اصل مہرہ ہے۔"

"آپ کا مطلب ہے — شنّو۔"

"شنّو یا وُہ جو کوئی بھی ہے۔" وُہ بولے۔

اُسی شام خان رحمان کی گھبرائی ہوئی آواز فون پر سُنائی دی:

"جمشید — فوراً آؤ — ایک صاحب کا خیال ہے — میں آج شام مر جاؤں گا۔"

"کیا!!" وُہ چلّائے — محمود، فارُوق اور فرزانہ حیران رہ گئے، کیونکہ وُہ اس قدر زور سے نہیں چلّاتے تھے —

"ہاں! اس کا کہنا ہے — وُہ بہت بڑا نجومی ہے — اگر میں نے اس کی خدمات حاصل نہ کیں تو موت کے بعد زندگی حاصل نہیں کر سکوں گا — اب تم ہی بتاؤ — میں کیا کروں؟"

www.UrduFanz.com

"سنو — خان رحمان — تم کچھ نہیں کرو گے — گھر سے باہر نہیں نکلو گے — کوئی چیز نہیں کھاؤ گے۔"

"میں وہ سکون کی گولی تو کھا لوں — یہ خبر سن کر مارے گھبراہٹ کے میرا برا حال ہے، کیونکہ ..."

"کیونکہ کیا؟"

"میں حاصل شاہ اور شوکت رانا والی خبریں پڑھ چکا ہوں۔"

"سکون کی گولی تم نے کہاں سے لی؟"

"اس خط میں ہی ملی ہے۔"

"ہرگز اسے ہاتھ نہ لگانا — ہم آ رہے ہیں۔"

"ہاتھ — لل — لیکن ہاتھ تو میں اس کو لگا بھی چکا۔" وہ اور گھبرا گئے۔

"اوہو — بھئی کھانا مت۔"

وہ آندھی اور طوفان کی طرح ڈرائیونگ کرتے خان رحمان کے گھر تک پہنچ گئے — دروازے پر دستک دی تو ظہور کی بیگم سلمیٰ بیگم نے دروازہ کھولا:

"کیوں — ظہور انکل کہیں گئے ہوئے ہیں؟"

"جی نہیں — حسبِ معمول سزا کاٹ رہے ہیں، کان پکڑے کھڑے ہیں۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔

"لیکن آنٹی — آپ یہ سب کس طرح برداشت کر

لیتے ہیں؟"

"اس گھر میں لائے جانے سے پہلے ہی مجھے یہ باتیں بتا دی گئی تھیں اور پوچھ لیا گیا تھا کہ کیا میں یہ سب برداشت کر سکوں گی — اس وقت میں سمجھی تھی — یہ باتیں مذاق میں کی جا رہی ہیں۔"

"اور اب — اب آپ کا کیا خیال ہے؟"

"یہ کہ وہ مذاق نہیں تھا — یہ مذاق ہے۔"

"یعنی کان پکڑوانا؟"

"ہاں! اور میں ہی کون سا بچ جاتی ہوں ان کی سزا سے۔"

"اوہو — تو آپ کو بھی سزا دینے لگے ہیں؟"

"ہاں! اگر ایک سالن خراب پک جاتا ہے تو سزا کے طور پر اسی وقت تین سالن اور تیار کرنا پڑتے ہیں۔"

"لیکن ضرورت اگر ایک سالن کی ہے تو وہ تین سالنوں کا کیا کرتے ہیں، بلکہ خراب سمیت چار کا — آخر وہ خراب والا بھی تو کسی قدر کھانے کے قابل ہوتا ہی ہوگا۔"

"جی ہاں بالکل — وہ تو معمولی سی خرابی کی بنا پر ہی سزا سنا دیتے ہیں — اگر ذرا سا نمک تیز ہو گیا تب، مرچ تیز ہو گئی تب۔"

"ہوں خیر — لیکن وہ ان سالنوں کا کرتے کیا ہیں؟"

www.UrduFanz.com

"غریبوں کے گھروں میں بھجواتے ہیں اور یہ کام بھی سزا کے طور پر ہم سے لیا جاتا ہے۔"

"دھت تیرے کی - آج ہم آپ لوگوں کی سزائیں ختم کرا دیں گے ان شاء اللہ۔" محمود نے جھلّا کر کہا۔

"ارے! یہ آواز تو محمود کی ہے - تو تم انھیں اندر کیوں نہیں لا رہیں - آج چار سالن پکانے کا ارادہ ہے کیا؟"
اندر سے خان رحمان کی گرج دار آواز سُنائی دی۔

"ابھی لائی سرکار۔" سلمٰی بیگم نے گھبرا کر کہا۔

وُہ ان کے کمرے کی طرف لپکے - ان کا رنگ زرد پڑ چکا تھا - ہاتھوں پیروں میں کپکپی تھی — وُہ حیران رہ گئے:

"یہ — یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں بھئی - تم تو ایک فوجی ہو - اور کیا فوجی موت سے ڈرتے ہیں؟"

"نہیں — لیکن یہ موت اور طرح کی ہے - کسی فوجی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وُہ اس جنگ میں زندہ رہے گا یا مارا جائے گا — لہٰذا اس کے چہرے پر کسی گھبراہٹ کا نام و نشان نہیں ہوتا - میرا معاملہ اُلٹ ہے - مجھے بتا دیا گیا ہے کہ میں آج شام ہی مر جاؤں گا۔"

"وُہ خط کہاں ہے؟"

انھوں نے خط نکال کر دے دیا - خط کے الفاظ بالکل وہی تھے - جو پہلے دو خطوں کے - فرق صرف اتنا تھا کہ اس بار پروفیسر بے تاب "تابانی" نے انھیں اپنے دفتر نہیں بُلایا تھا - اس لیے کہ اب وُہ دفتر رہا ہی نہیں تھا - اور پروفیسر روپوش تھا - خط کے ساتھ گولی بھیج دی تھی اور اپنا اکاؤنٹ نمبر لکھ دیا تھا - ہدایات یہ تھیں کہ شام سے پہلے پہلے بنک میں پچیس لاکھ روپے اگر جمع کرا دیے گئے تو دفن کے بعد زندہ ہو جائیں گے، ورنہ قبر میں ہی پڑے رہ جائیں گے - وقتی طور پر سکون کے لیے ایک گولی خط کے ساتھ ہی ارسال کی جا رہی ہے:

"ہوں! یہ خط کون لے کر آیا تھا؟"

"ایک لڑکا — دس بارہ سال کا — وُہ اپنا انعام لے کر چلا گیا - یعنی موت کی خبر لانے والے کو بھی میں نے انعام دے ڈالا۔"

"کیا مطلب؟" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"بھئی دس روپے کا نوٹ اور کیا۔" خان رحمان نے جھلّا کر کہا۔

"اور وہ گولی کہاں ہے؟"

www.UrduFanz.com

"وہ تو میں بس کھانے ہی والا تھا — اگر تم نہ روک لیتے — کیونکہ خط پڑھتے ہی واقعی مجھے سکون کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔"

"اچھا ہو گیا — تم نے گولی نہیں کھائی — ورنہ پچیس لاکھ روپے واقعی جمع کرانا پڑتے — اور تمھیں یہ خط انتقاماً بھیجا گیا ہے۔"

"انتقاماً — کوئی مجھ سے انتقام لینا چاہتا ہے، لیکن کیوں — میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے — ارے ہاں — وہ ضرور کوئی سابقہ مجرم ہو گا — آخر میں بھی تو تمھارے ساتھ بڑی بڑی مہمات میں ہوتا ہوں۔"

"یہ بات نہیں — ہم نے ان کی یہ موت کے علاج والی سکیم درہم برہم کر دی ہے — اسے ناکام بنانے کی طرف ہم کامیاب قدم اٹھا چکے ہیں — لہٰذا انھوں نے انتقاماً — اوہو — پہلے ہم پروفیسر داؤد کو تو فون کر دیں — کہیں انھیں بھی کوئی ایسا خط نہ ملا ہو اور وہ گولی نہ کھا لیں۔"

یہ کہ کر انھوں نے فون کا ریسیور اُٹھایا اور جلدی جلدی نمبر ملائے — پروفیسر داؤد نے ان کی آواز پہچانتے ہی چہک کر کہا:

"آہا — جمشید — کیا حال ہے؟"

"آپ کو — کوئی خط تو نہیں ملا؟"

"خط — ارے ہاں — ایک عدد دستی خط ملا تو ہے — میں نے ابھی اسے کھولا نہیں — بس یوں سمجھ لو — ابھی ابھی ملا ہے — ایک لڑکا دے گیا ہے — کوئی پندرہ سولہ سال کا — اس نے بتایا تھا کہ وہ خط کسی نے اسے یہاں پہنچانے کے لیے دیا تھا۔"

"ہوں! آپ اس خط کو نہ کھولیے گا — ہم آ رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"خیر تو ہے — کیا کوئی گڑبڑ ہے؟"

"نہیں — بس آپ اس لفافے کو نہ کھولیے گا۔"

"اچھی بات ہے — نہیں کھولوں گا — تم آ جاؤ۔"

"آؤ خان رحمان — پہلے پروفیسر صاحب کی طرف چلیں — انھیں بھی ایک خط مل چکا ہے، لیکن ابھی انھوں نے لفافہ چاک نہیں کیا۔"

"اوہو — یہ ہو کیا رہا ہے۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"وہی ہو رہا ہے — جو خدا کو منظور ہے، تمھیں اتنا بھی معلوم نہیں۔"

"چپ۔" انسپکٹر جمشید نے اسے ڈانٹا۔

www.UrduFanz.com

وہ اسی وقت پروفیسر کے ہاں پہنچے ۔ اب اس خط کو
بھی کھولا گیا ۔ اس میں بھی وہی الفاظ تھے ۔ اور ساتھ میں
سکون کی گولی بھی تھی :

" یہ گولی ہم آپ کے طوطے کو کھلا دیں ذرا ؟" انسپکٹر
جمشید نے پوچھا ۔

" تم نے مجھے بتایا نہیں ۔ خط میں کیا لکھا ہے ؟"

" بالکل بے کار بات لکھی ہے ۔"

" اور یہ گولی کیسی ہے ؟"

" شش ۔ شاید زہر کی ۔" وہ بولے ۔

" کیا !!!" خان رحمان اور پروفیسر صاحب ایک ساتھ چلائے ۔

انھوں نے طوطے کو ایک گولی کھلا دی اور انتظار کرتے
رہے ۔ ایک گھنٹے بعد ہی طوطے کی حالت خراب ہونے لگی ۔
اور آخر وہ پھڑ پھڑا کر گرا اور مر گیا :

" ارے ! یہ کیا ۔ اسے کیا ہو گیا ۔ جمشید یہ طوطا تو مجھے
بہت عزیز تھا ۔ اور میں نے پہلے ہی پوچھ لیا تھا کہ طوطے کو
کچھ ہو گا تو نہیں ۔ لیکن ..."

" آپ پریشان نہ ہوں ۔ اور یہ سوچیں کہ یہ گولی آپ
کے لیے تھی ۔ اگر ہم فون نہ کرتے تو آپ اس گولی کو
کھا چکے تھے ۔"

" کیا مطلب ؟"

انھوں نے مطلب بتا دیا ۔ ان کی آنکھوں میں خوف
دوڑ گیا ۔

" اُف مالک ۔ یہ سب کیا ہے ؟"

" ایک خوف ناک منصوبہ ۔ جس سے وہ ادب پتی ہو
سکتے ہیں ۔ اور وہ باز نہیں آئیں گے ۔ پہلے میں اس گولی
کو لیبارٹری بھیج دوں ۔"

یہ کہہ کر انھوں نے فون کیا ۔ ایک صاحب لیبارٹری
سے آئے اور گولی کو لے کر چلے گئے ۔ انھوں نے گولی
کی حفاظت کے لیے بھی کہہ دیا تھا ۔

ادھر ٹھیک دو گھنٹے بعد طوطے میں حرکت ہوئی ۔
اور وہ پھڑ پھڑا کر اٹھ بیٹھا ۔ اس نے آنکھیں کھول دیں :

" ارے ۔ یہ کیا ۔ یہ تو مر گیا تھا ۔ ہم نے تو اس کی
نبض تک دیکھی تھی ۔ میرا مطلب ہے ، دل کی دھڑکن تک
محسوس کر لی تھی ۔"

" یہی وہ منصوبہ ہے ۔ گولی کھلا کر موت کے کنارے
پہنچا دیتے ہیں ۔ ڈاکٹر بھی اگر چیک کرے تو یہی بتائے
گا کہ موت واقع ہو چکی ہے ، لیکن دراصل موت واقع
نہیں ہوتی ۔ ابھی وہ زندہ ہوتا ہے ۔ اور اس لیے یہ

www.UrduFanz.com

ہدایات ہیں کہ فوراً نہلائے دھلائے اور کفن پہنائے بغیر اسے لے جا کر قبر میں دفن کر دیا جائے ورنہ زندہ نہیں ہو سکے گا — اور پھر وہ لوگ اسے قبر سے نکال لیتے ہیں — کسی سڑک کے کنارے لٹا دیتے ہیں — وقتی طور پر مرنے کے بعد وہ زندہ ہو جاتا ہے اور اپنے گھر پہنچ جاتا ہے — ان کے پیسے کھرے ہو جاتے ہیں — کس قدر آسان نسخہ ہے۔"

"حد ہو گئی — اس قدر چالاکی۔"

"لیکن سوال یہ ہے کہ اب ہم انھیں کہاں اور کیسے تلاش کریں؟"

"اس بنک اکاؤنٹ کے ذریعے — جس میں رقم جمع کرائی جاتی ہے۔"

انھوں نے ایک غیر ملکی بنک کا نام لکھا ہے — آخر وہ اس اکاؤنٹ سے کس طرح رقم نکالتے ہوں گے — یہ تو ہو سکتا ہے کہ فرضی نام سے انھوں نے اکاؤنٹ کھول رکھا ہو۔"

"ابھی بنک جا کر معلوم کر لیتے ہیں۔" محمود نے جلدی جلدی کہا —

وہ الائیکو بنک پہنچے — یہ بہت بڑا غیر ملکی بنک تھا —

ملک میں موجود زیادہ تر دولت مند غیر ملکی — اپنی دولت اسی بنک میں جمع کراتے تھے، کیونکہ ان لوگوں کو گارنٹی دی جاتی تھی کہ ان کے اکاؤنٹ کے بارے میں کسی کو بھی کچھ بتایا نہیں جائے گا۔

انسپکٹر جمشید وغیرہ نے فوری طور پر بنک کے مینجر سے ملاقات کی — یہ بھی غیر ملکی تھا — ساری بات سن کر اس نے نفی میں سر ہلا دیا:

"نہیں سر — ہم نہیں بتا سکتے — کہ یہ اکاؤنٹ کس کا ہے۔"

"دیکھیے — یہ مسئلہ جرم کا ہے۔"

"اس کے لیے آپ کو اپنے ملک کے صدر کا آرڈر لانا پڑے گا۔"

"اچھی بات ہے — آرڈر میں ابھی منگوا لیتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"منگوا لیتا ہوں — کیا مطلب — یہیں آ جائے گا آرڈر۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"بالکل — آپ دیکھتے جائیں۔"

یہ کہہ کر انھوں نے فون کا ریسیور اٹھایا اور صدر کے نمبر ملائے، جلد ہی سلسلہ مل گیا:

www.UrduFanz.com

"ہاں جمشید - کیا بات ہے - خیر تو ہے؟" صدر صاحب نے کہا -

انھوں نے بات بتائی، وہ بولے:

"اچھا، ریسیور مینجر کو دو۔"

"جی بہتر!" انسپکٹر جمشید نے کہا اور ریسیور بنک کے مینجر کی طرف بڑھا دیا -

"سنو مینجر - انسپکٹر جمشید کے ساتھ تعاون کرو۔"

"سر - آپ کی تحریری ہدایت ضروری ہے - میں اپنے ملک کے قوانین کے آگے مجبور ہوں۔" اس نے کہا۔

"اچھا - میں تحریری ہدایت بھیج رہا ہوں - بعد میں تم لوگوں سے سمجھوں گا۔" انھوں نے تلملا کر کہا۔

"ضرور سمجھ لیجیے گا۔" بنک کے مینجر نے بے خوف ہو کر کہا -

آخر تحریری ہدایت ملنے کے بعد اس نے بتایا کہ اکاؤنٹ کسی ماترے ڈان کا ہے -

"یعنی اکاؤنٹ کسی غیر ملکی کا ہے۔" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے، پھر بولے:

"اور ان کا پتا؟"

اس نے پتا لکھوا دیا - ساتھ ہی بولا:

"آپ کو یہ سن کر شاید حیرت ہو گی کہ ابھی چند منٹ پہلے ماترے ڈان نے اپنا اکاؤنٹ یہاں سے نکلوا لیا ہے - اب اکاؤنٹ میں صرف چند ڈالر رہ گئے ہیں۔"

"اوہ!" وہ دھک سے رہ گئے -

www.UrduFanz.com

وہ غائب تھا

چند لمحے تک خاموشی رہی، پھر انسپکٹر جمشید مینجر کی طرف بغور دیکھتے ہوئے بولے:

"اور اب اکاؤنٹ کون سے بنک میں گیا ہے؟"

"راول بنک میں۔"

"بہت بہت شکریہ! اکاؤنٹ کھولنے والے کا نام پتا، دستخط وغیرہ کے نمونے، یہ سب چیزیں مجھے دے دیں۔"

"یہ ہمارے قانون کے خلاف ہے۔"

"ہو گا — ہمارے مُلک میں ہیں آپ اس وقت۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ آپ کو یہاں رہتے ہوئے ہمارے مُلک کے قانون کا احترام کرنا پڑے گا۔"

"اور آپ کے مُلک کا قانون اس موقعے پر کیا کہتا ہے؟"

"یہ کہ سرکاری ضرورت کے مطابق آپ معلومات دے دیں۔" انھوں نے کہا۔

"اگر میں ایسا نہ کروں تو؟"

"تو آپ کا بنک یہاں سے منتقل کر دیا جائے گا — اس مُلک میں ممنوع ہو جائے گا۔"

"آپ اپنی کوشش کر دیکھیں، پھر مجھ سے بات کیجیے گا۔"

"آپ کا مطلب ہے — یہ مُلک میں ممنوع نہیں ہو گا، یعنی اس کو مُلک سے چلتا نہیں کیا جا سکے گا۔"

"ہاں! ہمارا تو یہی خیال ہے۔"

"میں اس وقت اس چکر میں پڑنے کا کوئی ارادہ تو نہیں رکھتا، لیکن اگر آپ بضد ہیں تو پھر یونہی سہی۔"

یہ کہہ کر انھوں نے ایک بار پھر صدر کے نمبر ملائے اور موجودہ صورتِ حال انھیں بتائی، سن کر وہ بولے:

"ریسیور اس مینجر کے بچے کو دے دو جمشید۔"

انھوں نے مسکرا کر ریسیور اسے تھما دیا، اس نے بُرا سا منہ بنایا اور بولا:

"ہیلو! الائیکو بنک کا جنرل مینجر بات کر رہا ہوں سر۔"

"میں نے آپ کو کیا ہدایات دی تھیں؟"

"ہم یہ تعاون نہیں کر سکتے سر — ہمارے قانون کے

www.UrduFanz.com

خلاف ہے۔"

" تمھارے قانون کے خلاف ہو گا ۔ یہاں ہمارا قانون چلتا ہے ۔ اور یہ کیس اس قدر اہم ہے کہ ہمیں یہ معلومات ضرور حاصل کرنا ہیں ۔ اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو آپ کو بنک بند کرنا ہو گا ۔ ہم آپ کو بنک بند کرنے کی مہلت ایک ماہ دیں گے ۔ آپ چاہیں تو اس مدت میں دس پندرہ دن کا اضافہ بھی کرا سکتے ہیں۔"

" شکریہ! میں پہلے اپنے بڑوں سے بات کر لوں۔" اس نے خشک انداز میں کہا۔

" ضرور کریں ۔ میں آپ کے فون کا انتظار کر رہا ہوں ۔ ریسیور انسپکٹر جمشید کو دیں۔"

اس نے ریسیور انھیں دے دیا:

" سنو جمشید! یہ آدمی ذرا ٹیڑھا سا ہے ۔ اس کی نگرانی اسی وقت سے شروع کرا دو۔"

" جی بہتر! فی الحال تو ہم یہیں موجود ہیں۔"

" یہ اور اچھا ہے۔" انھوں نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

دوسری طرف مینجر دوسرے سیٹ پر اپنے غیر ملکی آقاؤں سے بات کر رہا تھا ۔ آخر اس نے تھکے تھکے انداز میں ریسیور رکھ دیا اور بولا:

" ٹھیک ہے ۔ میری حکومت نے اجازت دے دی ہے ۔ ہم بنک بند کرنے کا نقصان برداشت نہیں کر سکتے۔"

" میرا بھی یہی خیال تھا۔"

اس نے ایک کاغذ پر نام وغیرہ لکھ کر ان کی طرف بڑھا دیا ۔ وہ اکاؤنٹ نمبر ایک غیر ملکی کا تھا ۔ اس کا نام ماترے ڈان تھا ۔ اس نے بہت بڑی رقم سے بنک میں اکاؤنٹ کھولا تھا ۔ اس کا پتا تھا ۲۱۰ یچ۔ ل۔

" دیکھیے مسٹر مینجر ۔ آپ مسٹر ماترے ڈان کو فون نہیں کریں گے۔"

" کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

" جب تک ہم ان سے ملاقات نہیں کر لیتے، آپ انھیں فون نہ کریں۔"

" اچھی بات ہے۔"

" محمود ۔ دیکھنا باہر کوئی سادہ لباس والا موجود ہو گا ۔ میں نے انھیں ہدایت کر رکھی ہے کہ ہر وقت ہمارا تعاقب کیا جائے۔"

" اوہ اچھا!" محمود نے کہا اور باہر نکل گیا ۔ جلد ہی وہ ایک سادہ لباس والے کے ساتھ اندر داخل ہوا:

" تم یہاں بیٹھ جاؤ ۔ یہ بنک کے جنرل مینجر ہیں ۔

www.UrduFanz.com

بیس منٹ تک نہ تو یہ اپنے بنک کے کسی آدمی سے بات کریں گے اور نہ کسی کو فون کریں گے۔ اگر یہ ایسی حرکت کرنے لگیں تو تم زبردستی انہیں روک دینا۔"

"او کے سر۔ آپ فکر نہ کریں۔ یہ نہ تو کسی سے بات کر سکیں گے۔ اور نہ فون کر سکیں گے۔"

"شکریہ بہت بہت۔" وہ مسکرا دیے اور پھر بنک سے باہر نکل آئے۔

"کیا آپ یہ خیال کر رہے ہیں کہ یہ ماترے ڈان دراصل پروفیسر بے تاب تابانی ہے۔"

"اس کا زبردست امکان ہے۔ اور اگر یہ پروفیسر بے تاب نہیں ہے۔ تو اس کا باس ہو گا۔"

"گویا ہم نے میدان مار لیا۔"

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

وہ ۱۲۱۰ بیچ ہل پہنچ گئے۔ گھنٹی کا بٹن دبایا تو ایک باوردی ملازم نے دروازہ کھولا:

"ہاں جناب! کیا بات ہے؟"

"مسٹر ماترے ڈان سے ملنا ہے۔"

جلد ہی ماترے ڈان سے وہ بات چیت کر رہے تھے:

"آپ کا اکاؤنٹ کون سے بنک میں ہے؟"

"راول بنک میں۔"

"وہاں تو اکاؤنٹ آج سے کھلا ہے۔ اس سے پہلے کون سا بنک تھا آپ کا۔"

"آپ کس لیے پوچھ رہے ہیں؟"

"پہلے میرا کارڈ دیکھ لیں۔"

کارڈ دیکھ کر اس کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں:

"آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"حقیقت جاننا۔"

"کس بات کی حقیقت؟"

"آپ کا اکاؤنٹ نمبر ۹۴۹ تھا یا ہے۔ الائیکو بنک، میں۔ یہ ٹھیک ہے؟"

"آپ کو یہ بات کس نے بتائی؟" اس نے بھنّا کر کہا۔

"بنک کے جنرل مینجر نے۔"

"بالکل غلط۔ بنک مینجر یہ بات آپ کو نہیں بتا سکتا۔"

"میں نے کہا ہے کہ یہ بات ہمیں ان کے ذریعے معلوم ہوئی ہے۔"

"لیکن یہ تو اس بنک کے اصول کے ہی خلاف ہے۔"

"ہاں! ایسا ہے، لیکن ہم لوگ بھی عام لوگ نہیں ہیں۔"

"نہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ بنک والے ہرگز آپ کو کچھ

www.UrduFanz.com

نہیں بتا سکتے ۔ میں تو کروں گا ان پر مقدمہ۔"

"آپ ضرور مقدمہ کریں ۔ ہمیں اس سے غرض نہیں ، آپ تو ہمیں یہ بتائیں کہ آپ کا وہاں اکاؤنٹ تھا یا نہیں؟"

"ہاں تھا تو پھر؟"

"یہ خط ملاحظہ فرمائیں۔" انھوں نے مسکرا کر کہا اور خط اس کے سامنے رکھ دیے ۔

خط پڑھ کر اس کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں ، پھر اس نے چلا کر کہا :

"نن ۔ نہیں ۔ نہیں ۔ یہ دھوکا بازی ہے ۔ فراڈ ہے ۔ میں اس معاملے سے قطعاً کوئی تعلق نہیں رکھتا۔"

"لیکن بھلا ۔ کوئی شخص اپنی رقوم آپ کے اکاؤنٹ میں کیوں جمع کرائے گا ۔ آپ کی یہ بات کون مانے گا۔"

"اُف ۔ میں اس بنک منیجر کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"کیوں ! اس کا اس میں کیا قصور ؟"

"اس کی مرضی کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا۔"

"وہ کیسے ؟ انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"فرض کریں ۔ کوئی شخص اپنا اکاؤنٹ خُفیہ رکھنا چاہتا ہے ۔ بلکہ اپنے نام سے اکاؤنٹ کھولنا ہی نہیں چاہتا ۔ وہ بنک منیجر سے بات کرتا ہے ۔ اس سے ایک خُفیہ

معاہدہ کرتا ہے ۔ ایک تحریری معاہدہ کرتا ہے ۔ یہ کہ کسی بڑے آدمی کے اکاؤنٹ میں اس کی رقوم جمع کرتا رہے ۔ اور اسی حساب سے رقوم نکلتی رہیں ۔ بڑے آدمی کو اپنی اصل رقوم کا حساب اسی طرح چلتا رہے ۔ اس طرح اسے کانوں کان خبر بھی نہیں ہو گی ۔ اور اس خفیہ آدمی کا خفیہ اکاؤنٹ چلتا رہے گا۔"

"لیکن ایسا وہ اپنے عملے کے ساتھ ملے بغیر نہیں کر سکتا۔" انسپکٹر جمشید بولے ۔

"تو عملے کو ساتھ ملانا کیا مشکل ہے ۔ ظاہر ہے ۔ منیجر کو بھی ہر ماہ بھاری رقوم کی پیش کش ہوئی ہو گی اور اس بھاری رقم میں سے وہ اپنے عملے کو بھی دیتا ہو گا۔"

"آپ کی بات دل کو لگتی ہے ۔ آپ فون پر اس سے بات کر سکتے ہیں ، لیکن نہیں ۔ پہلے میں وہاں ایک فون کروں گا۔"

انھوں نے فون کیا ۔ منیجر کی آواز سُنائی دی تو وہ بولے :

"انسپکٹر جمشید بات کر رہا ہوں ۔ آپ ریسیور سادہ لباس والے کو دیں ذرا ۔"

"اچھا ! اس نے کہا ۔ فوراً ہی سادہ لباس والے کی آواز سُنائی دی ۔

www.UrduFanz.com

"اب یہاں تمہاری ضرورت نہیں رہی ، لیکن بنک سے باہر موجود رہو اور اگر مینجر کہیں جائے تو اس کا تعاقب کرو، یہ نظروں سے اوجھل نہ رہنے پائے۔"

"او کے سر۔"

"اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ۔ اور اس طرح جاؤ جیسے بہت جلدی کا کوئی کام تمہیں بتایا گیا ہو۔"

"جی بہتر!" اس نے کہا اور انھوں نے ریسیور رکھ دیا۔

چند منٹ کے انتظار کے بعد انھوں نے فون سیٹ کے ساتھ ایک آلہ چپکا دیا۔ اب وہ سب فون پر ہونے والی گفتگو سُن سکتے تھے ، لہٰذا انھوں نے ماترے ڈان سے کہا :

"آپ اب مینجر کو فون کریں ، لیکن ظاہر یہ کریں کہ جیسے ہم اب یہاں نہیں ہیں۔"

"جی بہتر! آپ مجھے جو کہیں گے ۔ میں کروں گا ، کیونکہ ان خطوط سے میرا دُور کا بھی واسطہ نہیں۔"

"اگر آپ کا ان خطوط سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے تو پھر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"شکریہ!" یہ کہہ کر اس نے بنک کے نمبر ملائے :

"ہیلو مینجر صاحب ۔ یہ کیا چکر ہے؟"

"کون سا چکر جناب؟"

"انسپکٹر جمشید میرے پاس آئے تھے۔"

"ہاں! میں جانتا ہوں۔"

"لیکن میں نے یہ خطوط نہیں لکھے ۔ نہ یہ بات میرے علم میں ہے کہ میرے اکاؤنٹ میں اُوپر ہی اُوپر رقمیں جمع کروائی جا رہی ہیں۔"

"اوہ ۔ تو یہ رقمیں آپ جمع نہیں کروا رہے۔" دُوسری طرف سے بنک مینجر نے حیران ہو کر کہا۔

"جی نہیں ۔ لیکن جناب، آپ تو پھنس گئے بُری طرح۔" ماترے ڈان نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"اس طرح رقمیں جمع تو آپ کی مرضی کے بغیر بھی کرائی جا سکتی ہیں ، لیکن نکلوائی نہیں جا سکتیں ۔ میرے جعلی دستخط کرکے جمع کرائی جانے والی رقوم نکلوائی بھی تو گئی ہیں ۔ اب ان دستخطوں کی چیکنگ ہوگی۔"

"اوہ ۔ اوہ۔" مینجر نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا ، پھر اس نے پوچھا :

"انسپکٹر جمشید کہاں ہیں؟"

"وہ آپ کی گرفتاری کے لیے آپ تک پہنچنے والے ہیں۔"

www.UrduFanz.com

انسپکٹر جمشید نے اس کی آواز میں کہا۔

"نن ۔ نہیں۔" چلا کر کہا گیا اور پھر ریسیور پٹخے جانے کی آواز سنائی دی۔

"بہت خوب مسٹر ماترے ۔ آپ نے تو کمال کر دیا۔ اب یہ بات صاف ہو گئی کہ اس جرم میں مینجر برابر کا شریک ہے ۔ اور اب میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔"

وہ بنک پہنچے تو بنک مینجر غائب تھا ۔ اور سادہ لباس والے کا بھی کہیں پتا نہ تھا ۔

اگلی بات

"خیر ۔ سادہ لباس والا ہمیں بتا ہی دے گا کہ حضرت مینجر صاحب کہاں تشریف لے گئے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مجرم ہمیں ابھی تک چکر پر چکر دے رہا ہے اور ہم اسے کوئی چکر نہیں دے سکے۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"کوئی بات نہیں، آخر ہم آخری چکر اسے چکرا کر رکھ دے گا۔" فرزانہ نے شوخ انداز میں کہا۔

"بالکل فاروق کے انداز میں باتیں کرنے لگی ہو فرزانہ اور یہ کوئی اچھی بات نہیں۔" محمود جل گیا۔

"ہاں! اچھی بات تو اس وقت ہو گی جب تم بالکل محمود کے انداز میں باتیں کرنے لگو گی۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"آؤ بھئی ۔ پہلے خان رحمان اور پروفیسر صاحب کا حال معلوم کر لیں ۔ وہ ٹھیک تو ہیں ۔ انھوں نے تو ہمارے

www.UrduFanz.com

کہنے پر پروفیسر بے تاب تابانی کی شرط بھی پوری نہیں کی — یعنی بنک میں رقم جمع نہیں کرائی ، ان حالات میں اگر انھیں کچھ ہو گیا تو سارا الزام ہم پر آئے گا۔"

"ارے ہاں ! وہ لیبارٹری کی رپورٹ۔"

"وہ بھی اب تک آ گئی ہو گی — وہیں منگوا لیتے ہیں۔"

وہ خان رحمان کے گھر پہنچے — وہ بالکل ٹھیک تھے — انھیں ساتھ لے وہ پروفیسر داؤد کے ہاں گئے ، وہ بھی ٹھیک تھے — اکرام مکمل ترین رپورٹ لے کر وہیں پہنچ گیا — ادھر پروفیسر داؤد نے اس گولی پر ریسرچ کی تھی اور رپورٹ لکھی تھی کہ اس گولی کو کھانے سے اس قدر سکتہ طاری ہوتا ہے کہ عام ڈاکٹر اس سکتے میں اور موت میں کوئی فرق نہیں کر سکتا اور وہ ضرور موت کا سرٹیفکیٹ دے دے گا، لیکن گولی کھانے کے صرف دو گھنٹے بعد ہی — سکتے والا شخص ہوش میں آ جاتا ہے — اور بے ہوش ہونے سے پہلے کی باتیں اسے یاد آ جاتی ہیں — اب رہا یہ سوال کہ یہ گولی کہاں سے آئی — یا کہاں بنائی گئی — اس بارے میں وہ کچھ نہیں اندازہ لگا سکے — صرف خیال ظاہر کیا کہ یہ کسی پودے کا زہر ہے — اور بس —

"چلیے خیر — اس رپورٹ سے ہمارا مسئلہ تو حل ہو گیا۔"

"مجرم کا دور دور تک پتا نہیں۔"

"سادہ لباس والے کی رپورٹ کا انتظار ہے۔"

"لیکن جمشید — سب سے پہلے تو عوام کو خبردار کرنا چاہیے۔ ریڈیو ، ٹی وی اور اخبارات پر اعلان ہو جانا چاہیے ، بلکہ سب سے پہلے یہی کام کرنا چاہیے — تاکہ کوئی شخص بھی یہ گولی نہ کھا سکے اور پروفیسر بے تاب تابانی کا شکار نہ بن سکے۔"

"اوہ ہاں ! میں ابھی اس کا انتظام کرتا ہوں۔"

یہ کہ کر انسپکٹر جمشید فون پر جُت گئے — پندرہ منٹ بعد وہ فارغ ہوئے تو محمود نے کہا :

"مجھے ابھی ابھی ایک خیال آیا ہے — ہم اب تک یہ سوچتے رہے ہیں کہ بے تاب تابانی اس سارے چکر کا سرغنہ نہیں ہے — بلکہ اس کا باس کوئی اور ہے — جس سے وہ وائرلیس سیٹ پر ہدایات لیتا رہا ہے — لیکن ہم نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ اس کیس کا باس پروفیسر بے تاب تابانی ہی ہے — سیٹ پر وہ دوسروں کو ہدایات دیتا تھا۔"

"ہاں ! اس بات کا زبردست امکان ہے ، کیونکہ بعد میں ہم نے اصل پروفیسر کو غائب پایا تھا — اور اس کی جگہ

www.UrduFanz.com

نقلی نے لے لی تھی۔"

" اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ـ باس جو کوئی بھی ہے ـ اس تک ہمیں پہنچنا ہے اور بس۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی ـ

" سر ـ نمبر چودہ عرض کر رہا ہوں۔"

" اوہ ہاں ـ ہمیں تمہاری رپورٹ کا بے چینی سے انتظار تھا بھئی ـ جلدی بتاؤ ـ مینجر کہاں ہے ؟"

" اسی بات پر تو میں حیران ہوں۔"

" کیا مطلب ؟"

" وُہ بہت افراتفری کے عالم میں گھر سے نکلا تھا اور خوبان منزل پہنچا تھا۔"

" کہاں پہنچا تھا ؟" انسپکٹر جمشید چونک اُٹھے۔

" خوبان منزل۔" اس نے کہا۔

" بہت خوب ! اب جلدی سے یہ بتاؤ ـ وُہ خوبان منزل کے کس کمرے میں گیا تھا ؟"

" کمرے کا نمبر ۱۳ ہے ـ اور دروازے پر قاسم خان کا نام لکھا ہے۔"

" ارے !" وُہ اچھل پڑے۔

" آپ کو شاید یہ سُن کر حیرت ہوئی ہے۔"

" ہاں ! بہت زیادہ۔" وُہ بولے۔

" لیکن سر ـ میرا خیال یہ ہے کہ آپ کو اگلی بات سُن کر اور زیادہ حیرت ہو گی۔"

" چلو بھئی ـ ہو لیں گے حیران ـ ہماری تو قسمت ہی یہ ہے۔" وُہ مسکرائے۔

" تو پھر سُنیے ـ وُہ قاسم خان کے کمرے میں داخل تو ہوتے دیکھا گیا ـ اب تک واپس نہیں نکلا۔"

" اوہ ـ اور تم ـ تم فون کہاں سے کر رہے ہو ؟"

" عمارت کے باہر سے۔"

" تم نے بہت بڑی غلطی کی ـ تمہیں دروازے سے نہیں ہٹنا چاہیے تھا۔"

" لیکن سر ! اس طرح میں آپ کو رپورٹ نہیں دے سکتا تھا۔"

" رپورٹ کسی اور طرح دی جا سکتی تھی ـ افسوس !"

" لیکن سر ـ پھر بھی ـ اس عمارت کا مین دروازہ بدستور میری آنکھوں کے سامنے رہا ہے ، فون بوتھ اس عمارت کے بالکل سامنے ہے ـ اور عمارت کا کوئی اور دروازہ نہیں ہے۔"

" اچھا خیر ـ ہم آ رہے ہیں ـ تم وہیں موجود رہو ـ

www.UrduFanz.com

یعنی قاسم خان کے دروازے کے باہر۔"

"او کے سر۔ اب میں وہاں سے ہلوں گا بھی نہیں۔"

"اور ہاں ۔ عمارت کا جو استقبالیہ کمرہ ہے ۔ اس پر بھی نظر رکھنا۔ میرا خیال ہے، تم وہاں سے اس پر بھی نظر رکھ سکتے ہو۔"

"یس سر۔"

"پوری طرح ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے ۔ تم پر حملہ بھی ہو سکتا ہے۔"

"جی ہاں ! آپ فکر نہ کریں۔"

ریسیور رکھ کر وہ اسی وقت وہاں سے روانہ ہوئے ۔ خان رحمان وہاں سے اپنے گھر چلے گئے — پروفیسر داؤد کچھ تکلیف محسوس کر رہے تھے ، اس لیے ساتھ نہ آ سکے —

خوبان منزل کے سامنے پہنچ کر انھوں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور اندر داخل ہو گئے ۔ اس مرتبہ وہ استقبالیہ کے سامنے نہیں رکے ۔ چلتے وقت انھوں نے اکرام کو بھی ہدایات دے دی تھیں ۔ اور وہ اس وقت تک عمارت کو خفیہ انداز میں گھیرے میں لے چکا تھا ۔

"ہاں ! کیا رپورٹ ہے؟"

"حالات جوں کے توں ہیں ۔ وہ مجھے تو باہر نکلتے نظر

نہیں آیا۔"

"اچھی بات ہے ۔ تم اپنی ڈیوٹی پر موجود رہو گے ۔ آؤ بھئی۔" انھوں نے کہا۔

محمود نے آگے بڑھ کر دستک دی ۔ تیسری دستک کے جواب میں دروازہ کھلا اور نیند میں ڈوبے ایک شخص کی شکل نظر آئی :

"آپ مسٹر قاسم خان ہیں؟"

"جی ہاں ! فرمائیے ۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"پہلی خدمت تو یہ ہے کہ ہمیں اندر آنے کے لیے کہیں، کیونکہ ہم کھڑے رہ کر بات نہیں کر سکتے۔" فاروق نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آئیے۔" اس نے شائستہ انداز میں کہا۔

"آپ غالباً سو رہے تھے؟"

"جی ہاں ! میرا کام ہی ایسا ہے ۔ زیادہ تر سفر میں رہتا ہوں۔" اس نے جمائی لے کر کہا۔

انسپکٹر جمشید بہت غور سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے :

"آپ کتنی دیر سے اپنے کمرے میں ہیں؟"

"جی ۔ یہی کوئی پندرہ منٹ پہلے آیا تھا ۔ بہت تھکا ہارا تھا ۔ آتے ہی لیٹ گیا اور سو گیا۔"

www.UrduFanz.com

انسپکٹر جمشید نے گھڑی دیکھی — وہ بالکل ٹھیک وہ وقت بتا رہا تھا — جس وقت سادہ لباس والا ان سے بات کر رہا تھا۔

"شکریہ!" یہ کہہ کر انھوں نے وقت نوٹ کر لیا، پھر بولے:

"دو گھنٹے پہلے آپ سے یہاں کوئی ملنے آیا تھا؟"

"اچھا — کمال ہے!" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"کیوں! اس میں کمال کی کیا بات؟" وہ بولے۔

"کمال کی بات اس میں یہ ہے کہ — مجھے تو یہاں کبھی کوئی ملنے نہیں آیا — آپ پہلے لوگ ہیں — اور پھر دو گھنٹے پہلے تو میں یہاں تھا بھی نہیں۔"

"آپ کی ہر بات نوٹ ہو رہی ہے — اس بات کا خیال رکھیے گا۔"

"آپ لوگ ہیں کون اور چاہتے کیا ہیں؟"

"یہ بات آپ کو سب سے پہلے پوچھنی چاہیے تھی۔" وہ مسکرائے۔

"چلیے اب پوچھ لی۔"

انھوں نے اپنا کارڈ دکھایا — اس کی آنکھوں میں اُلجھن تیر گئی، پھر بولا:

"میں دو گھنٹے پہلے اپنے کمرے میں نہیں تھا — آپ

استقبالیہ سے پوچھ لیں۔"

"نہیں پوچھنے کی ضرورت نہیں — دو گھنٹے پہلے ایک صاحب یہاں آئے تھے — ان کے لیے کمرے کا دروازہ کھولا گیا تھا۔"

"ن — نہیں — یہ غلط ہے — جھوٹ ہے!" اس نے چلّا کر کہا۔

— "دیکھیے جناب — ذرا آرام سے بات کریں — ہم بہرے نہیں ہیں۔" محمود کو غصّہ آ گیا۔

"کوئی بات نہیں محمود — انھیں بات کر لینے دو — اس کے بعد ہماری باری آنے والی ہے۔"

"جی ہاں! یہ تو ہے۔" وہ مسکرایا۔

"کیا مطلب — آپ کی باری۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! ہماری باری — آپ پہلے تحریری بیان دے دیں۔"

"تحریری بیان، لیکن کیوں؟"

"ہماری اطلاعات یہ ہیں کہ وہ آدمی جو آپ سے ملنے کے لیے آیا تھا، کمرے سے نکلتا نہیں دیکھا گیا۔"

"ارے باپ رے، پھر وہ کہاں گیا؟" قاسم خان نے گھبرا کر کہا۔

"یہ تو ہمیں آپ بتائیں گے۔"

www.UrduFanz.com

"میں بتا چکا ہوں — دو گھنٹے پہلے تو میں یہاں تھا ہی نہیں۔"

"اچھی بات ہے — آپ یہی بیان تحریر کر دیں۔"

اس نے جلدی جلدی اپنا بیان لکھا اور نیچے اپنے دستخط کر دیے — انھوں نے اس کا بیان پڑھا اور بولے:

"ٹھیک ہے — اب ہم آپ کے کمرے کی تلاشی لیں گے۔"

"ضرور لیں — میں بھلا آپ کو روک سکتا ہوں، لیکن تلاشی کے وارنٹ تو ہونے چاہییں آپ کے پاس۔"

"میرے پاس ہر وقت تلاشی کے وارنٹ ہوتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"ہونے کو اس دُنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔" فاروق نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

انھوں نے اپنا اجازت نامہ دکھایا — وہ کچھ نہ بولا اور انھوں نے تلاشی شروع کر دی — قاسم خان کا یہ حصّہ تین کمروں پر مشتمل تھا — یعنی اس کے کمرے کے بعد دو کمرے اندر کی طرف اور تھے — تینوں کمروں میں آنے جانے کے لیے درمیان میں دروازے تھے — انھوں نے تینوں کمروں کی اچھی طرح تلاشی لی — کمروں کے فرشوں

پر بچھے قالین اُٹھا اُٹھا کر بھی دیکھے — کہیں کسی گٹر کا ڈھکن بھی نظر نہیں آیا۔

"میں یہ بات تو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہاں الائیکو بنک کا مینجر آیا تھا۔" فاروق نے اچانک کہا۔

"یقین سے — آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔" قاسم خان نے منہ بنایا۔

"اس لیے کہ بے یقینی سے میں کہہ ہی نہیں سکتا۔" فاروق مُسکرا دیا۔

"اس بات کا کیا مطلب ہوا؟" قاسم خان نے اسے گھورا۔

"مطلب یہ کہ ہم نے بنک میں مینجر سے مُلاقات کی تھی — مُلاقات کے دوران ہمیں ایک خاص خوشبو محسوس ہوئی تھی — یعنی مینجر صاحب نے خاص قسم کی خوشبو لگا رکھی تھی — وہ خوشبو میں یہاں بھی ہلکی سی محسوس کر رہا ہوں — وہ یہاں آئے ضرور ہیں۔"

"بہت خوب — یہ جُرم ثابت کرنے کا اچھا طریقہ ہے۔" قاسم خان نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"یہ جُرم ثابت کرنے کا نہیں — یقین کرنے کا طریقہ ہے۔"

"کیا یقین کرنے کا؟"

"یہ کہ فلاں آدمی یہاں آیا تھا۔"

www.UrduFanz.com

"تو کیا۔ ویسی خوشبو دنیا میں صرف مینجر کے پاس ہو سکتی ہے؟" قاسم خان نے ہنس کر کہا۔

"نہیں — ہم نے یہ نہیں کہا، لیکن جب کہ ہمارے خفیہ رپورٹر کی رپورٹ یہ ہے کہ مینجر یہاں دو گھنٹے پہلے داخل ہوا تھا اور پھر اسے نکلتے نہیں دیکھا گیا تو اس صورت میں وہ خوشبو ہمارے لیے کام کی چیز ہو سکتی ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تب پھر تلاش کر لیں اسے۔"

"ایک اور بات ابا جان۔" فرزانہ نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"چلو تم بھی اپنی بات بتا دو۔"

"بات یہ کہ اس خوشبو میں ایک عجیب سی بُو بھی شامل ہے، لیکن میں اس بُو کی وجہ نہیں جان سکی۔ ویسے وہ بُو کم از کم قاسم خان کے جسم سے نہیں آ رہی، کیونکہ میں باتوں باتوں میں ان کے نزدیک ہو کر سونگھ چکی ہوں۔" فرزانہ نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے — بُو کسی اور کے جسم کی ہے؟" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"ہاں۔" وہ بولی۔

"تب پھر وہ آپ میں سے کسی کے جسم کی ہو گی۔"

قاسم خان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جی نہیں — اس کمرے میں مینجر کے علاوہ کوئی اور بھی موجود تھا — آپ اس وقت ہوں یا نہ ہوں — یہاں دو آدمی ضرور موجود رہے ہیں۔"

"اور اس سے بھی زیادہ ایک عجیب بات میں بتانا چاہتی ہوں۔" فرزانہ بولی۔

"ایک منٹ فرزانہ — ابھی نہیں — میں جان گیا ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"

محمود اور فاروق نے اسے گھور کر دیکھا — فرزانہ مسکرا دی — جیسے کہ رہی ہو — اسی کو تو سراغ رسانی کہتے ہیں۔

تینوں کمروں کی اچھی طرح تلاشی لینے کے بعد بھی الائیکو بنک کے مینجر کا وہاں کوئی سراغ نہ ملا — سوائے اس خوشبو کے — لہٰذا انھیں مایوسانہ انداز میں باہر نکل آنا پڑا:

"مسٹر قاسم خان — آپ کب سے ان کمروں میں رہ رہے ہیں؟"

"میں — تقریباً چار سال سے یہاں رہ رہا ہوں۔" اس نے کہا۔

"اکیلے ہیں؟"

www.UrduFanz.com

"ہاں! یہاں تو اکیلا ہی ہوں۔"

"پھر آپ تین کمروں کے حصے کی کیا ضرورت — آپ تو ایک کمرے میں بھی اپنا گذارا کر سکتے ہیں — اگر ایک میں نہیں تو دو سے زیادہ ضرورت تو آپ کو پڑ ہی نہیں سکتی۔"

"کبھی دوست آ جاتے ہیں، پھر ان کے لیے مسئلہ بنتا ہے۔"

"ہوں! آپ کام کیا کرتے ہیں؟"

"ایکسپورٹ امپورٹ۔"

"شکریہ! ہم نے آپ کو زحمت دی۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

اور پھر وہ عمارت سے باہر نکل آئے — سادہ لباس والا جوں کا توں اپنی جگہ پر موجود رہا۔

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔" فاروق بولا۔

"آؤ — بہت کچھ ہوا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے پرجوش انداز میں کہا۔

اب ان کی کار بہت تیزی سے ایک سمت میں جا رہی تھی —

جلد ہی وہ ایک کوٹھی کے سامنے رکے — یہ کوٹھی

حاصل شاہ کی تھی — انھوں نے فقیر شاہ وغیرہ کو حوالات سے وہاں بلوایا۔

"اب پھر یہاں آنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی آپ کو؟" بیگم شاہ نے کہا۔

فقیر شاہ نے انھیں حیرت بھری نظروں سے دیکھا، پھر بولا:

"فرمائیے — کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے؟"

"ہاں! یہی سمجھ لیں — ہم آپ لوگوں کی کپڑوں کی الماریاں دیکھنا چاہتے ہیں — خاص طور پر آپ کے والد کی الماری۔"

"یہ آپ لوگوں کو کپڑوں کی الماری سے کیا کام نکل آیا۔" فقیر شاہ نے کہا۔

"سراغ رسانی میں کسی کو کسی بھی چیز سے کام نکل آیا کرتا ہے — آپ اس کی فکر نہ کریں۔" فاروق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ انھیں کپڑوں کی الماری تک لے آیا — جونہی الماری کھولی گئی — ایک خاص قسم کی بو ان کے نتھنوں سے ٹکرائی:

"بالکل وہی بو۔"

www.UrduFanz.com

"بُو ۔ تو آپ اس بُو کو محسوس کرنے آئے ہیں ۔ یہ بُو ہمارے والد کے پسینے کی بُو ہے ۔ انھیں پسینہ بے تحاشہ آتا تھا۔"

"اوہ!"

اُن کے منہ سے ایک ساتھ نکلا ۔

تہ خانہ

"یہ ایک عجیب ترین بات معلوم ہوئی ہے۔" کچھ دیر بعد انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی ۔ کیا مطلب؟" فقیر شاہ نے حیران ہو کر کہا۔

"بالکل ایسی ہی بُو ہم کہیں اور محسوس کر چکے ہیں اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مجرموں نے آپ کے والد کو زندہ تو کر لیا تھا، لیکن اس رقم کی وجہ سے جو آپ لوگوں نے بعد میں اسے ادا کی، انھیں آپ تک نہیں آنے دیا ۔ اور اب وہ ایک قیدی کی حیثیت سے ان کے پاس موجود ہیں۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"تب تو آپ ہمیں حوالات میں نہیں رکھ سکتے۔" فقیر شاہ نے کہا۔

"ابھی اس بات کا مکمل ثبوت نہیں ملا ۔ ویسے بھی اگر

www.UrduFanz.com

حاصل شاہ زندہ ہیں تو آپ پھر بھی رہا نہیں ہو سکیں گے۔ آپ نے ان کی موت کی سازش تو کی ہے اور یہ کام کرانے کے لیے پچاس لاکھ روپے بھی ادا کیے ہیں۔"

"لیکن اب ہم پر مقدمہ بہت ہلکا ہو جائے گا۔"

"ہاں! ایسا شاید ہو جائے، لیکن سزا تو ہو گی۔" انھوں نے کہا۔

"خیر — دیکھا جائے گا۔"

انھیں پھر حوالات بھیج کر وہ گھر آئے:

"خوبان منزل کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنے کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں میں۔" انسپکٹر جمشید نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔

"نمبر ۱۳ کی طرف سے بھی پھر کوئی رپورٹ نہیں ملی۔"

"ہو سکتا ہے — آئی ہو — کیوں بیگم — کیا کوئی رپورٹ آئی تھی؟"

"جی نہیں — کوئی فون نہیں آیا۔"

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی — انسپکٹر جمشید نے فون کا ریسیور اُٹھایا تو نمبر ۱۳ کی خوف میں ڈوبی آواز سنائی دی:

"سر — میں بہت خوف محسوس کر رہا ہوں۔"

"خیر تو ہے؟"

"یوں لگتا ہے — جیسے خطرہ میری طرف بہت تیزی سے بڑھ رہا ہو۔"

"اچھی بات ہے — میں آ رہا ہوں۔"

انھوں نے کہا اور اُٹھ کر کھڑے ہو گئے:

"نمبر ۱۳ کوئی خطرہ محسوس کر رہا ہے — میں وہاں جا رہا ہوں۔"

"تو ہم بھی کیوں نہ ساتھ چلیں۔"

"نہیں — ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ ہمیں نمبر ۱۳ کے ذریعے شکار کرنا چاہتا ہے — تو ہم سب کیوں پھنسیں۔ تم میرے بعد آنا۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔"

انسپکٹر جمشید اسی وقت گھر سے نکل گئے۔

"اب ہم کیا کریں؟" محمود بولا۔

"آرام۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"وہ تم کرو — ہم تو غور کریں گے — اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ کیس صرف اور صرف دولت کے بھوکوں کا کیس ہے — دن رات جو لوگ دولت کے انبار جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں — وہ ایسے طریقے سوچتے

www.UrduFanz.com

ہیں جیسا پروفیسر بے تاب بے تابی نے سوچا۔"

" بے تاب بے تابی نہیں، بے تاب تابانی۔" فرزانہ نے اسے گھورا

" اوہ ہاں! میں بھی فاروق کی طرح غلط کہہ گیا — انھوں نے وہ گولی نہ جانے کیسے ایجاد کر لی — یا پھر یہ ان کی کوئی دریافت ہو گی — بس اس کی بنیاد پر یہ سارا منصوبہ ترتیب دیا گیا — ویسے اگر اس منصوبے کے راستے میں ہم نہ آ جاتے تو یہ لوگ کروڑوں کے مالک تو چند دنوں میں ہو جاتے — بھلا مرنے کے بعد بھی کوئی زندہ نہ ہونا چاہے گا۔"

" لیکن ہم نے تو سنا ہے — کہ نیک آدمی جب مر جاتا ہے — تو اسے یہ دنیا بالکل بے کار نظر آتی ہے۔"

" وہ بات مرنے کے بعد کی ہے — مرنے سے پہلے کی نہیں۔"

" اور یہ بات بھی صاف ظاہر ہے کہ پروفیسر بے تاب تابانی اس کیس کا اہم آدمی ہے۔"

" لیکن اس کی جگہ نقلی پروفیسر کو بٹھا دیا گیا — اصلی کو وہاں سے ہٹا لیا گیا — تاکہ پکڑا جائے تو نقلی اور اصلی بچ جائے — یہ چیز بھی اس طرف اشارہ کرتی ہے، اس کیس کا سرغنہ پروفیسر بے تاب ہی ہے — اب سوال

یہ ہے کہ وہ کہاں ہے اور کس روپ میں ہے؟" فاروق نے کہا۔

" پتا نہیں — لیکن خیال ہے کہ وہ خوبان منزل میں ہی مل سکے گا۔"

" کہیں اس کیس کا باس الانیکو بنک کا مینجر نہ ہو — جس صفائی سے وہ غائب ہوا ہے، اس سے تو یہی گمان گزرتا ہے۔"

" اور ہم قاسم خان کو بھول رہے ہیں — یہ شخص بھی حد درجے پُراسرار لگتا ہے۔"

" ان سب کی نگرانی بہت خفیہ انداز میں ہونی چاہیے۔"

" میرے خیال میں ابّا جان پہلے ہی اس سلسلے میں سادہ لباس والے مقرر کر چکے ہوں گے۔"

" ہمیں بھی کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیے۔" محمود نے کہا۔

" میری ایک تجویز ہے۔" ایسے میں فرزانہ نے سرگوشی کی۔

" تو پھر بتاؤ نا۔" محمود نے اسے گھورا۔

" کان ادھر لاؤ، کیونکہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

" اوہ ہاں! یہ تو ہم بھول ہی گئے تھے کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

وہ کان قریب لائے — فرزانہ ان کے کانوں میں

www.UrduFanz.com

کھسر پھسر کرتی رہی — بیگم جمشید ادھر سے گذریں تو ان کی یہ حالت دیکھ کر مسکرانے لگیں، وہ بھی جواب میں مسکرائے — لیکن ان کا دھیان صرف فرزانہ کی باتوں کی طرف تھا:

"ٹھیک ہے — تجربہ کرنے میں کیا حرج ہے۔"

"لیکن ابھی ہم یہ بات کسی کو نہیں بتائیں گے۔"

"بالکل! تو پھر آؤ چلیں۔"

وہ اسی وقت جانے کے لیے تیار ہو گئے۔

"کہاں چل دیے؟" ان کی والدہ بولیں۔

"ایک ضروری کام سے — کیس کے سلسلے میں ہی، لیکن ابھی ہم آپ کو کچھ نہیں بتا سکتے۔"

"مجھے تو خیر پوچھنے کی ضرورت بھی نہیں — تمہارے ابا جان آئیں گے تو انھیں کیا بتاؤں گی۔"

"بس یہی — جو ہم نے آپ سے کہا ہے۔"

"اچھی بات ہے — تم کسی خطرے کو آواز تو نہیں دینے والے۔" وہ بولیں۔

"فی الحال تو نہیں، لیکن ہو سکتا ہے — خطرہ بغیر آواز دیے آ جائے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔"

"آمین!" تینوں نے ایک ساتھ کہا اور باہر نکل گئے —

اپنی کار میں بیٹھ کر وہ ایک عمارت کے سامنے پہنچے — کار سے اتر کر انھوں نے چاروں طرف کا بغور جائزہ لیا:

"کوئی ہماری طرف متوجہ نہیں — اور اگر متوجہ ہوا تو بھی کیا ہے — ہمیں بہرحال اپنا کام کرنا ہے۔"

تین منٹ بعد وہ عمارت کے اندر داخل ہو رہے تھے — انھوں نے عمارت کی ایک ایک چیز دیکھنا شروع کی۔

آخر میں وہ اس عمارت کے آخری کمرے میں داخل ہوئے — یہ کمرہ اوپر والی منزل پر تھا، لیکن اس کمرے میں بھی انھیں کوئی کام کی چیز نہ مل سکی —

"اس کمرے میں خفیہ دروازہ یا خفیہ خانہ تلاش کرنا چاہیے۔"

"اچھی بات ہے — یہ بھی کر لیتے ہیں۔"

خفیہ خانے یا دروازے کی تلاش میں انھیں بہت دیر تک ٹکریں مارنا پڑیں، پھر بھی ناکام رہے تو مایوس ہو کر باہر نکلنے لگے — ایسے میں فاروق نے بے خیالی میں دیوار سے لگی ایک تصویر کو دیوار سے الگ کرنے کی کوشش کی — فوراً ہی ہلکی سی آواز پیدا ہوئی — اور انھیں دیوار میں سیڑھیاں نظر آنے لگیں — ان کے منہ مارے حیرت کے پھیل گئے —

"یا اللہ رحم — ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے — یہاں تو

www.UrduFanz.com

باقاعدہ تہ خانہ موجود ہے۔" فاروق نے کانپ کر کہا۔

"تب تو ہم نے مار لیا میدان۔" فرزانہ بولی۔

"آؤ، لگے ہاتھوں اس تہ خانے کو بھی دیکھ ہی لیں۔" محمود نے کہا اور آگے بڑھا۔

"جب کہ میرا خیال ہے، کیوں نہ ہم اسے اسی طرح بند کر دیں اور یہاں سے فوراً باہر نکل جائیں۔ ساری صورتِ حال ابا جان کو بتا کر ان کے ساتھ یہاں آئیں۔" فرزانہ بولی۔

"نہیں! اب یہ ان حضرت سے نہیں ہوگا۔" فاروق نے مسکرا کر کہا۔

"فاروق نے ٹھیک کہا فرزانہ۔ یہ مجھ سے نہیں ہو گا۔ اگر تم واپس جانا چاہتی ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں اور فاروق تم بھی جا سکتے ہو۔ میں اس تہ خانے میں جاؤں گا۔" محمود بولا۔

"اس صورت میں تو ہم جا چکے۔" فرزانہ نے برا سا منہ بنایا اور تینوں سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ جلد ہی انھوں نے اوپر دروازہ بند ہونے کی ہلکی سی آواز سنی:

"دروازہ خود بخود بند ہوا ہے یا کسی نے بند کیا ہے۔"

"میرا خیال ہے۔ یہ آٹومیٹک ہے۔ خود بخود بند

ہوا ہے۔"

"تب پھر یہ اندر سے کھلتا بھی ہو گا، لیکن اب اس گھپ اندھیرے کا کیا کریں۔ جب تک دروازہ بند نہیں ہوا تھا۔ کچھ نظر آ رہا تھا۔" محمود نے کہا۔

"فاروق کی جیب کس دن کام آئے گی۔" فرزانہ بولی۔

"ہاں ضرور۔ میری جیب سے پنسل ٹارچ ضرور نکلے گی اور ایک عدد لائٹر بھی۔ ان شاء اللہ۔" اس نے کہا اور جیب میں ہاتھ ڈال دیا۔ جلد ہی اس نے ایک پنسل ٹارچ نما چیز باہر نکالی اور محمود کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا:

"یہ لو۔ خوش ہو جاؤ۔ ٹارچ مل گئی۔"

"شکریہ۔ لیکن اندھیرے میں تم میرے چہرے پر خوشی کے آثار کیسے دیکھو گے۔ لہٰذا روشنی ہونے پر خوش ہو جاؤں گا۔ کیا خیال ہے؟"

"خیر یونہی سہی۔" فاروق نے کہا۔

"ارے یہ کیا۔ یہ۔ یہ تو پنسل ٹارچ نہیں ہے۔"

"کیا کہا۔ پنسل ٹارچ نہیں ہے۔ تت۔ تو پھر کیا ہے؟"

"مارکر۔ ہے یہ تو۔ دھت تیرے کی۔ میں اس پر

www.UrduFanz.com

بٹن تلاش کر رہا ہوں۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"اوہ معاف کرنا۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"معاف بعد میں کروں گا — پہلے تم ٹارچ نکالو — ایک تو یہ تمھاری جیب وقت بہت ضائع کرتی ہے۔"

"لیکن یہ تو سوچو — یہ کس قدر کام کی چیز — کام کی چیزیں نکلتی چلی جاتی ہیں۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں! جیسے یہ مار کر نکل آیا اور پنسل ٹارچ کا دُور دُور تک پتا نہیں۔"

"تو پھر آج مارکر ہی سے روشنی کر کے کام چلا لو۔" فاروق نے بھی بھنّا کر کہا۔

"اچھا بھائی — خدا کے لیے ٹارچ نکالو۔"

"مجھے اس جملے پر بھی اعتراض ہے — نکلوا رہے ہو اپنے لیے، اور کہہ رہے ہو، خدا کے لیے — توبہ کرو توبہ۔"

"حد ہو گئی — فرزانہ اب تم اس کی جیب میں ہاتھ ڈالو۔" محمود نے تنگ آ کر کہا۔

"خبردار — چوری کا مقدمہ درج کرا دوں گا۔"

"توبہ ہے بھئی۔" فرزانہ نے کہا۔

ادھر فاروق دوبارہ جیب میں ہاتھ ڈال چکا تھا — اور اس بار جو چیز باہر آئی — وہ واقعی ٹارچ تھی — اسے آن کرنے

کے بعد محمود نے کہا:

"بہتر ہو گا کہ پہلے تم اس کی روشنی میں لائٹر بھی نکال لو، ورنہ ہو سکتا ہے — اندھیرا ہو جانے پر لائٹر کی بجائے کوئی گڑیا یا پنسل تراش نکالنے لگو — جیسے مداری اپنے جھولے میں سے چیزیں نکالتا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔" اس نے کہا اور لائٹر نکالنے کی کوشش شروع کر دی — پہلے واقعی ایک پنسل تراش نکلا، پھر ایک پیچ کس نکلا — اور آخر لائٹر نکل آیا — اب جو انھوں نے ٹارچ کی روشنی تہ خانے میں ڈالی تو بُری طرح اُچھلے —

www.UrduFanz.com

خوفناک منظر

انسپکٹر جمشید نے خوبان منزل کے سامنے پہنچ کر کار روک لی — اس سے باہر نکلے اور اندر داخل ہوئے — قاسم خان کے کمرے کے سامنے سادہ لباس والے کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی، لیکن اب وہ وہاں نہیں تھا — انھوں نے اِدھر اُدھر چکر لگایا، لیکن نمبر ۱۳ کہیں نظر نہیں آیا — انھوں نے قاسم خان کے دروازے کو دیکھا — وہاں اب پھر تالا لگا تھا — وہ استقبالیہ کی طرف آئے:

"مسٹر قاسم خان کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟"

"تھوڑی دیر پہلے ہی باہر گئے ہیں۔" اس نے بتایا۔

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا — یہ بات اگر درست تھی تو پھر اس صورت میں ڈ نمبر ۱۳ یہاں نہیں ہو سکتا تھا، لیکن اس نے تو بہت خوف زدہ انداز میں فون کیا تھا — اور اگر معاملہ صرف تعاقب کرنے کا ہوتا تو وہ خوف زدہ انداز میں ہرگز

فون نہیں کر سکتا تھا — وہ سوچ میں پڑ گئے، پھر بولے:

"آپ مجھے قاسم خان کے کمروں کی چابیاں دیں۔"

"جی — کیا مطلب؟"

"میں ان کمروں کو اندر سے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"لیکن آپ ایسا تو قاسم خان کی موجودگی میں کر سکتے ہیں۔"

"نہیں! میں آپ لوگوں کی موجودگی میں دیکھنا چاہتا ہوں — اب ان کی واپسی کا انتظار کون کرے۔"

"لیکن جناب۔"

"لیکن ویکن نہیں — یہ میرا کارڈ دیکھیے — اور فوراً دروازہ کھولیں — اگر آپ نے دیر کرنے کی کوشش کی تو پھر آپ لوگوں کو شاید جیل کی ہوا کھانا پڑے۔"

"جیل کی ہوا۔" اندر موجود تینوں آدمی ایک ساتھ بولے۔

"ہاں! جیل کی ہوا۔" ان کا لہجہ سرد ہو گیا۔

تینوں اُٹھ کر کھڑے ہو گئے — چابیوں کا ایک رِنگ ان میں سے ایک نے میز کی دراز میں سے نکال لیا —

"آئیے جناب — لیکن اس بات کا خیال رہے — آپ نے کوئی وارنٹ تلاشی نہیں دکھایا — مسٹر خوبان بہت سخت مزاج ہیں — وہ آپ پر مقدمہ کر سکتے ہیں۔"

"یہ بعد کی باتیں ہیں — پہلے تو آپ دروازہ کھولیں۔"

www.UrduFanz.com

اُن میں سے ایک نے تالا کھول دیا:

"آپ میں سے دو واپس اپنی ڈیوٹی پر جائیں ـ ایک میرے ساتھ رہ سکتا ہے۔" وُہ بولے۔

"نہیں جناب! اب یہی ہماری ڈیوٹی ہے ـ آپ کے ساتھ رہنا ـ کم از کم قاسم خان یہ شکایت تو ہم سے نہیں کر سکیں گے کہ ان کی کوئی چیز اِدھر اُدھر ہوئی ہے۔"

"مجھے تمھاری بات سُن کر غصّہ نہیں آیا، اگرچہ تم نے یہ بات مجھے صرف غصّہ دلانے کے لیے کہی ہے۔" وُہ مسکرائے۔

"آپ کو غصّہ دلانے کی مجھے کیا ضرورت۔" کلرک نے منہ بنا کر کہا۔

"ضرورت تو خیر تمھارے چہرے پر لکھی صاف نظر آ رہی ہے۔"

"کیا کہا؟" وُہ ایک ساتھ چلاّئے۔

"ہاں! میں چہرے پڑھنے کا ماہر ہوں ـ لوگوں کے چہرے میرے لیے کُھلی کتاب ہوتے ہیں۔"

ان کے رنگ اڑ گئے ـ

"لیکن تمھیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ـ میں تمھیں کہوں گا کچھ نہیں ـ اگر میں نے دیکھا کہ تم کسی جُرم میں شریک ہو تو پھر میں تم لوگوں کو صرف گرفتار کروں گا۔"

"نن ـ نہیں ـ بھلا ہمارا کسی جُرم سے کیا تعلق۔" ایک نے گھبرا کر کہا۔

تالا کُھلنے پر وُہ اندر داخل ہوئے ـ ان تینوں کمروں کو وُہ پہلے ہی دیکھ چکے تھے ـ لیکن اس وقت مسئلہ تھا، نمبر ۱۳ کا ـ انھوں نے تینوں کمروں کا بغور جائزہ لیا۔ سادہ لباس والا کوئی عام آدمی تو تھا نہیں ـ انھوں نے بہت خاص آدمیوں کو سادہ لباس والوں کے طور پر رکھا تھا ـ اس نے اگر گھبراہٹ محسوس کی تھی تو یہ بات بلا وجہ نہیں ہو سکتی تھی ـ دُوسری بات وُہ یہ سوچ رہے تھے کہ اسے وُہ فون کرنے کے لیے عمارت سے باہر جانا پڑا ہو گا ـ شاید اس کے وائرلیس سیٹ میں کوئی خرابی ہو گئی تھی ـ ورنہ وُہ پیغام اُسی جگہ رُک کر دے سکتا تھا ـ باہر جانے کے بعد وُہ ضرور پھر اندر آیا ہو گا ـ اس کے بعد پھر کیا ہوا ـ یہ انھیں معلوم کرنا تھا ـ ویسے اس عمارت میں اب خود انھیں بھی خوف کا احساس ہو رہا تھا اور وہ حیران تھے کہ ایسا کس لیے ہو رہا ہے ـ خوف اور ان کا تو دُور کا بھی واسطہ نہیں تھا ـ

تینوں کمروں کا بغور جائزہ لینے کے بعد انھوں نے

www.UrduFanz.com

پُر سکون آواز میں کہا:

"بیرونی دروازہ اندر سے بند کر لیں۔"

"جی کیا مطلب؟" تینوں ایک ساتھ بولے۔

"میں نے کہا ہے — بیرونی دروازہ اندر سے بند کر لیں۔"

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں — ہم کیوں بند کریں دروازہ اندر سے؟"

"میں جو کہہ رہا ہوں۔" ان الفاظ کے ساتھ وہ اپنا ہاتھ جیب کی طرف لے گئے، لیکن بہت آہستہ آہستہ اور دکھا کر —

"خبردار جناب — آپ پستول نکالنے کی کوشش نہ کریں۔" ان میں سے ایک نے چلّا کر کہا اور پھر ان تینوں کے ہاتھوں میں پستول نظر آئے۔

"بہت خوب! یہی میں چاہتا تھا کہ تم کھل کر میرے سامنے آ جاؤ — ورنہ تم مجھ سے پہلے پستول نہیں نکال سکتے تھے۔"

"آپ ہاتھ اوپر اٹھا دیں اور باتیں نہ کریں۔"

"ہاتھ تو میں اوپر نہیں اٹھا سکتا — باقی رہی بات باتیں کرنے کی — تو میں آیا اسی لیے ہوں — باتیں تو کروں گا۔"

"شٹ اپ۔" ان میں سے ایک نے سرد آواز میں کہا۔

پستول تن گئے — انگلیاں ٹریگروں پر دباؤ ڈالنے لگیں، ان کی نظریں ٹریگروں پر تھیں:

"فائر کرنے سے پہلے اتنا سوچ لو — تم اپنے لیے زندگی کا دروازہ بالکل بند کر چکے ہو۔" انھوں نے سرد آواز میں کہا۔

"مُردہ انسپکٹر جمشید ہمارا کیا بگاڑ لے گا؟"

"اللہ کی مہربانی سے انسپکٹر جمشید کی موت اس طرح بند کمرے میں اور تم جیسے چوہوں کے ہاتھوں نہیں ہو گی — میں تو کسی بڑے میدان میں کسی بہت بڑے دشمن کے ہاتھوں شاید مارا جاؤں — یا پھر اپنے ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے — دشمن ملک کی فوج سے لڑتے ہوئے ہو سکتا ہے — کسی دن مارا جاؤں اور شہید کہلاؤں، لیکن تم مجھے نہیں مار سکتے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے — تین تین پستول ایک ساتھ چلیں گے۔"

"مشکل ہے۔" وہ مسکرائے۔

"کیا مشکل ہے؟"

"تم مجھ پر پستول بھی نہیں چلا سکو گے۔"

"آخر کیوں — وجہ بھی تو ہونی چاہیے۔"

www.UrduFanz.com

"پہلی بات تو یہ کہ ہمیں یہ حکم ملا ہی نہیں کہ مجھے گولی مار دینا۔"

"کیا مطلب"؟ وہ اچھل پڑے۔ چہروں پر حیرت کے آثار تھے۔

"ہاں! تم لوگوں کو یہ حکم نہیں دیا گیا۔ اور جب تک حکم نہ ملے۔ تم ایسا نہیں کر سکو گے۔" انھوں نے کہا۔

"لیکن۔ آخر آپ کو کس طرح معلوم ہو گیا کہ ہم فائر نہیں کر سکتے؟"

"تم لوگوں کے چہرے میرے لیے ایک کھلی کتاب کی طرح ہیں۔ یہ بات میں پہلے کہہ چکا ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔ آپ باہر کی طرف فرار ہونے کی کوشش کریں۔ ہم نے فائر نہ کیا تو ہمارا نام نہیں۔"

"وہ تو اب بھی نہیں ہے۔" وہ مسکرائے۔

"کک۔ کیا؟"

"نام تمھارا۔ بھلا تمھارا نام کیا ہے؟"

"نام جاننے کی ضرورت نہیں۔ کام کی بات کریں۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ کام کی بات کر لیتے ہیں۔" وہ مسکرائے۔

"اور کام کی بات کیا ہے؟"

"یہ کہ۔ سادہ لباس والا کہاں ہے؟"

"کیا مطلب۔ کون سا سادہ لباس والا، ہم کیا جانیں۔ کسی سادہ لباس والے کو۔"

"اس کمرے سے کوئی خفیہ راستا نکلتا ہے۔ ہو سکتا ہے، وہ راستا کسی تہ خانے تک لے جاتا ہو۔ یا کسی سُرنگ میں، جس کے دوسری طرف کوئی اور عمارت ہو۔ بس اس جگہ ہمیں ہمارا ساتھی مل جائے گا۔ اب تم لوگوں کی بہتری اس میں ہے کہ مجھے وہاں لے چلو۔ ورنہ جانا تو تم لوگوں کو ہو گا ہی۔"

"کیوں بھئی۔ کیا خیال ہے۔ لے چلیں انھیں اس جگہ تک؟" ایک نے کہا۔

"اب تو لے کر جانا ہی ہو گا۔ ویسے بھی یہ ہمارے پستولوں کی زد پر ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں راستا کھولتا ہوں۔"

"کیوں نہ میں کھول دوں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آپ کو جب معلوم ہی نہیں تو کھولیں گے کیسے؟"

"ایسے۔" یہ کہہ کر انھوں نے دیوار کے ساتھ لگی ایک تصویر کو حرکت دی۔ فوراً ہی دیوار میں دروازہ نمودار ہو گیا اور سیڑھیاں نیچے جاتی نظر آئیں۔

"ارے! یہ کیا؟"

www.UrduFanz.com

"اب کیا خیال ہے ۔ سادہ لباس والے کے بارے میں؟"

"وہ ۔ وہ نیچے ہے ، چل کر مل لیں اس سے۔"

"بہت خوب ! یہ ہوئی نا بات۔" انھوں نے خوش ہو کر کہا ۔ ساتھ ہی انھوں نے تیزی سے اپنے دونوں ہاتھوں کو حرکت دی ۔ دونوں ہاتھ ان کے چہروں سے بُری طرح ٹکرائے ۔ وہ الٹ کر گرے اور پستول ان کے ہاتھوں سے نکل گئے ۔

"کوئی فائدہ نہیں انسپکٹر جمشید ۔ میں تمھارے استقبال کے لیے نیچے موجود ہوں۔" نیچے سے آنے والی آواز نے انھیں چونکا دیا۔

"چلو ۔ تم آگے لگو۔" وہ غرائے۔

"بھئی ! میں نے کہا نا ۔ انھیں آگے لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ بس آپ آ جائیں ۔ اس وقت آپ پوری طرح زد پر ہیں۔" اندھیرے میں سے آواز سُنائی دی۔

"قاسم خان بات کر رہے ہیں؟"

"ہاں اور کون کرے گا بات اس تہ خانے میں۔"

"تو آخر آپ نے خود کو ایک مجرم کی حیثیت سے پیش کر ہی دیا۔"

"اس سادہ لباس والے کی وجہ سے کام خراب ہوا ۔

خیر کوئی بات نہیں ۔ آپ آئیے۔"

"وہ کہاں اور کس حالت میں ہے؟"

"یہیں ہے اور بالکل خیریت سے ہے ، لیکن اگر آپ اسے زندہ دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو پستول نیچے گرا کر آنا ہو گا ۔ ورنہ آپ جتنے قدم نیچے اُتریں گے ، اتنی ہی گولیاں اس کے جسم میں اُتر جائیں گی۔"

"اچھا یہ بات بھی ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہاں ! یقین نہیں تو پستولوں سمیت نیچے آ کر دیکھ لیں۔"

"ارے نہیں ۔ مجھے ان پستولوں کی ایسی ضرورت نہیں، یہ لو۔"

انھوں نے پستول نیچے گرا دیے ۔ اور نیچے اُترنے لگے ۔ وہ تینوں اب اُن کے پیچھے اُتر رہے تھے ۔ تہ خانے کا دروازہ اُوپر بند ہو چکا تھا ۔ نیچے ابھی تک بہت ہلکی روشنی تھی اور اس روشنی میں وہ صرف قاسم خان کو دھندلی سی حالت میں دیکھ سکتے تھے ۔ آخر وہ اس کے بالکل سامنے پہنچ گئے ۔ تہ خانے میں کرسیاں اور صوفہ سیٹ تک موجود تھا ۔ قاسم خان ایک صوفے میں دھنسا ہوا تھا ۔ انسپکٹر جمشید نے اِدھر اُدھر دیکھا ، لیکن تہ خانے کے کونوں میں بالکل اندھیرا تھا ، اس لیے وہ پورے تہ خانے

www.UrduFanz.com

کا جائزہ نہ لے سکے :

"آخر اس اندھیرے کی کیا ضرورت ہے؟"

"روشنی میں تہ خانے کا منظر تم دیکھ نہیں سکو گے انسپکٹر۔"

"اوہو اچھا — ایسی کیا بات ہے بھئی۔"

"بلب روشن کر دو بھئی۔"

کمرے میں روشنی ہو گئی — انھوں نے دیکھا۔ سادہ لباس والا بالکل اُلٹا لٹکا ہوا تھا — اس کے دونوں پاؤں میں رسی بندھی تھی اور وہ رسی چھت میں لگے لوہے کے ایک کڑے سے بندھی تھی — اور اس کے جسم کے ساتھ خنجر کی نوک لگائے ایک شخص کھڑا تھا — خنجر کی نوک سادہ لباس والے کے پیٹ سے لگی ہوئی تھی، کیونکہ اُلٹا ہونے کی وجہ سے قمیص پیٹ سے سرک گئی تھی —

"آپ کا فاصلہ اس سادہ لباس والے سے دس قدم ہے۔ آپ یہاں سے چھلانگ لگا کر خنجر والے تک اگر پہنچیں تو بھی اتنی دیر میں خنجر اس کے پیٹ میں اُتر جائے گا، کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں؟"

"ہاں کیوں نہیں۔" انھوں نے پُرسکون آواز میں کہا — اس قسم کی صورتِ حال ان کے لیے کوئی نئی بات تو تھی نہیں

کر گھبرا جاتے۔

"پھر اب تم کیا کہتے ہو؟" اس نے نفرت زدہ انداز میں کہا۔

"اب کہنے کی باری تمھاری ہے — میری نہیں۔" انھوں نے کہا۔

"تم اب تک اس سلسلے میں کیا کچھ معلوم کر چکے ہو؟"

"کافی کچھ، لیکن ابھی مکمل طور پر نہیں۔" وہ بولے۔

"لیکن وہ کافی کچھ بھی تو ہمارے لیے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔"

"بینک مینیجر کہاں ہے؟" انھوں نے پوچھا۔

"یہاں تم میرے سوالات کے جوابات دینے پر مجبور ہو، میں تمھارے نہیں۔" وہ غرّایا۔

"تو پھر پوچھو۔"

"تمھارے خیال میں اس کیس کا مجرم کون ہے؟"

"کم از کم تم نہیں ہو — تم اس کے کارندے ضرور ہو — اور باس اس کمرے میں ہی — میرا مطلب ہے — اس تہ خانے کے اوپر والے کمروں میں ہی لوگوں سے ملاقات کرتا رہا ہے — میرا اشارہ پروفیسر بے تاب تابانی کی طرف ہے — وہ کہاں ہے؟"

"ابھی سے آپ کی ملاقات کرائی جائے گی۔ فکر کرنے کی ضرورت نہیں — صرف تمھارے بچوں کا انتظار ہے۔"

www.UrduFanz.com

"ارے — تو کیا وہ بھی یہاں آنے والے ہیں؟"

"انھیں یہاں لانا ذرا بھی مشکل نہیں — انھیں تو صرف اتنا بتانا ہے وہاں جا کر کہ تمھارے ابو پھنس گئے ہیں، اگر ان کو آخری بار زندہ دیکھنا ہو تو ساتھ چلو۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات۔" انھوں نے خوش ہو کر کہا۔

"اور جونہی تم تہ خانے میں داخل ہوئے تھے — میرا آدمی انھیں لانے کے لیے چلا گیا تھا — دراصل ہم چاہتے ہیں — انھیں تم سے الگ نہ کریں — ایک ہی جگہ دفن کریں۔" وہ بولا۔

"لیکن میری بیگم نے کیا قصور کیا ہے؟" انھوں نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا مطلب"؟ اس نے چونک کر کہا۔

"میرا مطلب ہے — تم انھیں کیوں ہم سے الگ کرنا چاہتے ہو۔"

"اگر یہ تمھاری آخری خواہش ہے تو ہم یہ بھی کریں گے — جاؤ بھئی — ساتھ میں ان کی بیگم کو لے آنا۔"

تین میں سے ایک اوپر چلا گیا — اس نے آخری سیڑھی پر کھڑے ہو کر ایک بٹن دبایا — بٹن دیوار

میں لگا ہوا تھا۔

"اب ہمیں کچھ دیر انتظار کرنا ہو گا۔"

"اس سے کہو — پیٹ سے خنجر ہٹا لے اور اسے کھول دے۔"

"یہ نہیں ہو سکتا۔"

"اگر میں حرکت میں آ گیا تو یہ بات تم لوگوں کے حق میں نہیں ہو گی۔"

"جب خنجر اس کے پیٹ سے ہٹ جائے گا — تبھی تو تم حرکت میں آؤ گے، اس سے پہلے تو ہم نے تمھاری ہر حرکت کو مکمل طور پر بند کر دیا ہے۔"

"نمبر ۱۲ — تم تکلیف میں ہو — میں تمھارے لیے کچھ کروں؟"

"آپ میری فکر نہ کریں سر — ان لوگوں کو نہ چھوڑیں۔"

"انھوں نے اپنی موت کو خود آواز دے لی ہے — یہ بچ کس طرح سکتے ہیں — اور میں تمھاری وجہ سے نہیں رکا ہوا — مجھے تو دراصل باس کا انتظار ہے۔"

"باس یہاں اس وقت تک نہیں آئیں گے — جب تک کہ تمھارے بچے نہیں آ جاتے — انھیں سب سے زیادہ خطرہ ان سے ہے۔"

"کیا مطلب — کیا باس کو اتنا خطرہ مجھ سے بھی نہیں؟"

www.UrduFanz.com

"نہیں!" اس نے کہا۔

"کمال ہے۔ عجیب بات ہے۔"

عین اس وقت تہ خانے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا آدمی نیچے اترتا نظر آیا۔

"یہ کیا چنگ۔ تم اکیلے آ رہے ہو؟"

"انسپکٹر جمشید کے بچے گھر نہیں ہیں۔ وہ اپنی والدہ کو کچھ بتائے بغیر کہیں چلے گئے ہیں۔"

"یہ بات تم یقین سے کس طرح کہہ سکتے ہو کہ جانے سے پہلے انھوں نے اپنی والدہ کو کچھ نہیں بتایا تھا؟"

"یہ بات میں یقین سے اس لیے کہہ سکتا ہوں کہ کسی کا فون آیا تھا اور ہم نے فون پر ان کی بیگم کو یہی کہتے سنا تھا۔ کہ وہ تو کچھ بتائے بغیر کہیں چلے گئے ہیں۔"

"اوہ اچھا۔ خیر۔ راستے میں تمھیں بنگو تو ملا ہو گا؟"

"ہاں سر۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ ان کی بیگم کو لینے جا رہا ہے۔"

"ہاں۔ لیکن اب ان تینوں کا کیا بنے گا؟"

"میں وہاں روڑے اور شیدے کو چھوڑ آیا ہوں۔ جونہی وہ آئے۔ انھیں یہاں لے آیا جائے گا۔ ظاہر ہے۔ اس کام کے لیے تو کوئی محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔"

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ گویا اب ہمیں مزید انتظار کرنا پڑے گا۔"

"تب تو تم لوگ اسے کھول ہی دو۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہ۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟"

"کیوں۔ بھئی تم میرے اردگرد پستول تان کر کھڑے ہو جاؤ۔ اس صورت میں تو میں کچھ نہیں کر سکوں گا۔"

"ہم جانتے ہیں۔ اس صورت میں تم کتنے خطرناک ہو۔ تم تو بس اسی طرح قابو میں رہ سکتے ہو۔"

"جیسے تمھاری مرضی، لیکن ایک بات سن لو۔ اس طرح تم میرے انتقام سے نہیں بچ سکو گے۔ اگر تم نمبر ۱۳ کو کھول دو گے تو میں تم پر کوئی سختی نہیں کروں گا۔ صرف گرفتار کر کے پولیس کے حوالے کر دوں گا۔"

"مشکل ہے۔ تم کچھ نہیں کر سکو گے۔ ہم نے تمام حالات کا جائزہ لے لیا ہے۔ اب تو صرف یہ ہونا ہے کہ تمھارے بچے اور بیگم یہاں آ جائیں گے اور ہم تم لوگوں کو ایک ساتھ موت کے گھاٹ اتار کر اپنا یہ کروڑوں بلکہ اربوں کا پروگرام جاری رکھیں گے۔"

"لیکن کب تک۔ کوئی سرپھرا تم لوگوں کا بیڑہ غرق کر ہی دے گا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

www.UrduFanz.com

"کوئی بات نہیں۔"

"میں تمھیں آخری مہلت دیتا ہوں — اسے کھول دو — اسی میں تمھاری بہتری ہے — اگر میں حرکت میں آ گیا — اور میرے ماتحت کو کوئی نقصان پہنچ گیا تو یہ تمھارے حق میں اچھا نہیں ہو گا۔"

"دیکھا جائے گا۔"

"تم اس طرح نہیں مانو گے۔" یہ کہ کر انسپکٹر جمشید ایک پاؤں پر گھومے — اس وقت قاسم خان چلّایا:

"خبردار!"

عین اس وقت تہ خانے کا دروازہ کھلا اور انسپکٹر جمشید اپنی جگہ ساکت رہ گئے۔

غریب اندازہ

انھوں نے خنجر والے پر وار کرنے کا پروگرام بنایا تھا، لیکن تہ خانے کا دروازہ کھلتے دیکھ کر رک گئے تھے اور اب حیرت زدہ کھڑے تھے، کیونکہ بیگم صاحبہ چلی آ رہی تھیں:

"تمھیں کیا ہوا بیگم — تم کیوں چلی آئیں؟"

"ان لوگوں کا کہنا تھا کہ اگر میں آخری بار آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں تو دیکھ لوں۔" وہ مسکرائیں۔

"اور تم مجھے آخری بار دیکھنے آ گئیں۔" انھوں نے حیران ہو کر کہا۔

"تو اور کیا کرتی — ان بے چاروں کا دل تو نہیں توڑ سکتی تھی نا — اور پھر میں نے سوچا — شاید آپ کو میری کچھ ضرورت ہو — اور شاید میں آپ کے کام آ جاؤں — ارے! محمود، فاروق اور فرزانہ نظر نہیں

www.UrduFanz.com

آ رہے" وہ بولیں۔

"وہ اس لیے نظر نہیں آ رہے کہ وہ یہاں موجود نہیں ہیں" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"یہ بات بھی ٹھیک ہے — ہائیں — یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں۔ یہ صاحب اُلٹے کیوں کھڑے ہیں؟"

"کھڑے اس شخص کے لیے استعمال ہوتا ہے بیگم۔ جو اپنے ہاتھوں پر کھڑا ہو — یہ بے چارہ تو لٹکا ہوا ہے، لیکن نہیں — لٹکا ہوا بھی غلط ہے۔ لٹکایا گیا ہے، پتا نہیں، آج کیا ہو گیا ہے — غلط سلط باتیں منہ سے نکل رہی ہیں — کہیں مجھ میں ان تینوں کی رُوح تو حلول نہیں کر گئی" انھوں نے گھبرا کر کہا۔

"ارے باپ رے — اگر بات یہی ہے — یعنی رُوح کے حلول کرنے والی — تب تو وہ بے چارے بے جان پڑے ہوں گے"

"نہیں — میری رُوح ان کے کس دن کام آئے گی"

"لیکن آپ کی رُوح تو ایک ہے — ایک رُوح تین جسموں میں تو بیک وقت حلول نہیں کر سکتی"

"خیر کوئی بات نہیں — وہ اس سے باری باری کام چلا لیں گے"

"بہت باتیں کر چکے انسپکٹر جمشید — اب کچھ باتیں ہم سے بھی ہو جائیں — ارے بھئی — تم لوگ ان کے بچّوں کو ساتھ نہیں لائے"

"سر — وہ — وہ گھر میں نہیں تھے"

"تو پھر اپنے کارندوں سے رپورٹیں لو — وہ اس وقت کہاں ہیں"

"او کے سر" یہ کہ کر وہ اُوپر واپس چلا گیا — تہ خانے کا دروازہ کھلا اور ایک بار پھر بند ہو گیا۔

"میں آپ کے لیے آپ کا سگریٹ کیس لے آئی ہوں۔ میں نے سوچا — شاید آپ زندگی میں آخری بار سگریٹ کی فرمائش کریں — اور آخری خواہش تو سنگ دل سے سنگ دل دشمن بھی منظور کر لیتا ہے"

"ضرور — کیوں نہیں — انسپکٹر جمشید اگر آپ چاہیں تو آپ سگریٹ لے سکتے ہیں — اور اس سلسلے میں اپنی بیگم کا شکریہ بھی ادا کر سکتے ہیں"

"شکریہ بیگم — واقعی مجھے اس کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی"

انھوں نے سگریٹ کیس لے لیا — اس کے ساتھ لائٹر بھی تھا — انھوں نے سگریٹ کیس کھولا — اس میں صرف

www.UrduFanz.com

ایک سگریٹ تھا۔ انھوں نے اسے ہونٹوں سے لگایا اور پھر لائٹر سے سُلگا لیا۔ اب وُہ پُر سکون انداز میں کش لگانے لگے۔

اچانک ایک بار پھر دروازہ کھلا اور محمود، فاروق اور فرزانہ آتے نظر آئے:

"لو بیگم۔ وہ بھی آ گئے۔ تھا جن کا انتظار۔" انسپکٹر جمشید خوش ہو گئے۔

"ہائیں ابّا جان۔ آپ سگریٹ پی رہے ہیں۔"

"کیا کیا جائے۔ بھئی۔ زندگی کے آخری لمحات ہیں۔" وُہ بولے۔

"کیا مطلب۔ کیا تمھارے ابّا جان سگریٹ نہیں پیتے؟"

عین اس وقت تہ خانے کا اندرونی دروازہ کھلا اور سر سے لے کر پَیر تک سیاہ لباس میں ڈوبا ہوا ایک شخص اندر داخل ہوا:

"یہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟" اس کی کھُردری سی آواز سُنائی دی۔

"میں بتاتا ہوں باس۔" قاسم خان نے کہا اور جلدی جلدی تفصیل بتانے لگا۔

"اور۔ اس کے بچّے کہاں سے ملے؟" باس نے ساری

بات سُن کر کہا۔

"کیوں بھئی۔ یہ کہاں ملے؟"

"حاصل شاہ کے گھر سے باہر آ رہے تھے۔"

"کیا مطلب۔ یہ وہاں کیا کر رہے تھے؟" قاسم خان نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"یہ تو سر۔ کچھ نہ کچھ کرتے ہی پھرتے ہیں۔ ایک جگہ چین سے تو یہ بیٹھ ہی نہیں سکتے۔"

"تم نے بالکل ٹھیک کہا دوست۔ ہم مجبور ہیں۔ ہماری عادت نہیں ایک جگہ چین سے بیٹھنے کی۔"

"بہت خوب قاسم خان۔ تم نے خوب ان لوگوں کو قابو کیا ہے۔ اور اب یہ سب کے سب میرے سامنے بالکل بے بس ہیں۔ میں سب سے پہلے انسپکٹر جمشید کو ختم کرنا پسند کروں گا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی باس کے ہاتھ میں پستول نظر آنے لگا۔

"پہلے اس طرف تو دیکھ لو۔" انسپکٹر جمشید نے خنجر والے کی طرف اشارہ کیا۔ بات کرتے وقت بھی انھوں نے سگریٹ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ سگریٹ اب تک نصف کے قریب جل چکا تھا۔

www.UrduFanz.com

"ادھر کیا ہے؟"

اچانک ایک دھماکا ہوا — اور خنجر والے کے منہ سے بھیانک چیخ نکلی — وہ فرش پر گر کر بُری طرح تڑپنے لگا — ساتھ ہی محمود نے اس کے خنجر کی طرف چھلانگ لگائی — دوسری طرف فاروق نقاب پوش سے جا ٹکرایا — اس کے ہاتھ سے بھی پستول نکل گیا۔ اور نکلا بھی اس طرح، جیسے کرکٹ کی گیند اوپر کی طرف جاتی ہے — فرزانہ نے فوراً پستول کو کیچ کر لیا اور اس کا رُخ نقاب پوش کی طرف کر دیا۔

"تو یہ تھا — زندگی کا آخری سگریٹ — لیکن میری زندگی کا نہیں — خنجر والے کی زندگی کا۔"

"کیا مطلب — کیا یہ مر گیا ہے؟"

"ارے نہیں بھئی — یہ زندہ ہے۔"

"تو پھر یہ سگریٹ اس کی زندگی کا آخری سگریٹ کس طرح ہو گیا؟"

"بھئی جرائم کی زندگی کا آخری سگریٹ — اب تو یہ جیل میں چلا جائے گا — کیا پھر اسے اس قسم کے کسی سگریٹ کی ضرورت رہ جائے گی۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"خیر تو ہے ابا جان — آج آپ بہت شوخ نظر آ رہے ہیں۔"

"تہ خانوں میں آ کر میری حالت کچھ ایسی ہی ہو جاتی ہے۔" وہ بولے۔

"ہوں! تو یہ ہیں باس اس سارے کھیل کے — لوگوں کو لاکھوں روپے لے کر قبروں میں سلا کر واپس نکال لینے والے اور زندہ کرنے والے۔ بھلا کون دوبارہ زندہ ہونا پسند نہیں کرے گا — ہر شخص یہ چاہتا ہے — اسے موت تو بے شک آ جائے، لیکن وہ پھر اس دُنیا میں آ جائے۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"نہیں محمود — اللہ سے ملاقات کرنے کے شوقین لوگ ایسا ہرگز نہیں چاہتے — اور ایسے کچھ لوگوں سے تو اللہ تعالیٰ خود پوچھیں گے کہ تمہاری کوئی خواہش ہے؟ وہ کہیں گے — اب تو سب کچھ مل گیا، ہماری کوئی خواہش نہیں ہے — اللہ تعالیٰ ان سے پھر پوچھیں گے — نہیں، کوئی خواہش تو بتاؤ، آخر وہ کہیں گے، اچھا تو پھر ہمیں ایک بار پھر دُنیا میں بھیج دے، تاکہ ہم پھر سے تیرے راستے میں شہید ہو سکیں — یعنی شہید ہونے میں وہ مزا ہے — جو اور کسی چیز میں نہیں — اللہ تعالیٰ

www.UrduFanz.com

فرمائیں گے ۔ یہ تو میرے ضابطے کے خلاف بات ہے، مرنے کے بعد کوئی شخص دُنیا میں نہیں جا سکتا ۔ کہنے کا مطلب یہ کہ مرنے کے بعد تو کوئی خواہش اگر ہو گی تو بس اس قسم کی، دُنیا میں پھر سے آ کر رہنے یا جی لگانے کی نہیں ہو گی ۔ وہاں جا کر تو یہ دُنیا بالکل ہیچ نظر آنے گی۔"

"بہت خوب! بہت پیاری بات معلوم ہوئی ۔ اس سے شہیدوں کا مرتبہ بھی معلوم ہو گیا ۔ اللہ تعالیٰ ان سے اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ خود ان کی خواہش دریافت فرماتے ہیں۔"

"ہاں! بالکل۔"

"لیکن ابا جان! یہ ہے کون؟"

"پہلے تو قاسم خان سے نہ مل لیا جائے؟"

"چلیے یونہی سہی۔"

"جہاں تک میرا خیال ہے ۔ یہ حضرت پروفیسر بے تاب تابانی ہے۔"

"کیا کہا ۔ میں اور پروفیسر بے تاب بے تابی۔" قاسم خان نے حیران ہو کر کہا۔

"بے تاب بے تابی نہیں ۔ بے تاب تابانی۔" محمود نے کہا۔

"چلیے یہی سہی ۔ لیکن انسپکٹر صاحب ۔ ہم نے تو سُنا تھا، آپ کے اندازے اس قدر زبردست ہوتے ہیں کہ مجرم چکرا کر رہ جاتے ہیں ۔ لیکن آپ کا اندازہ تو بالکل غلط نکلا ۔ میں کسی طرح بھی پروفیسر بے تاب نہیں ہوں۔"

"یہی بات میں تمھارے منہ سے سُننا چاہتا تھا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب؟" وہ زور سے اچھلا۔

"مطلب یہ کہ اگر تم پروفیسر بے تاب نہیں ہو ۔ اور بعد میں جس شخص کو بھیجا گیا، وہ بھی اصل پروفیسر بے تاب تابانی نہیں تھا تو پھر ۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تم نے اس کو ٹھکانے لگا دیا تھا ۔ یعنی موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا ۔ اور اس کی لاش ہم اس تہ خانے کے فرش سے کھود نکالیں گے۔"

"نن ۔ نہیں۔" قاسم خان نے چلا کر کہا۔

"کیوں! یہ اندازہ پسند نہیں آیا۔" فاروق ہنسا۔

"تم لوگ واقعی بہت چالاک ہو۔"

"قاسم خان ۔ تم خاموش رہو ۔ اب ان سے مجھے بات کرنے دو ۔ ان کی چالاکیاں انھیں مبارک، لیکن یہ لوگ یہاں سے زندہ پھر بھی نہیں جائیں گے۔" باس

www.UrduFanz.com

کی آواز اُبھری۔

"وُہ کیسے باس؟"

"یہ ابھی کل کے بچّے ہیں۔"

"آپ کا مطلب ہے۔ انسپکٹر جمشید کے بچّے۔ کل کے بچّے ہیں۔" قاسم خان ہنسا۔

"ارے نہیں ـــ تم غلط سمجھے ـــ میں انسپکٹر جمشید کو کہ رہا تھا۔"

"ہائیں! آپ انسپکٹر جمشید کو کل کا بچّہ کہ رہے ہیں؟"

"ہاں! کیا کروں ـــ مجبور ہوں ـــ یہ نہیں جانتے ـــ یہ کس چکر میں آ پھنسے ہیں۔"

"چلو نہیں جانتے تو بتا دیں۔"

"ہم سب کے جسموں پر بُلٹ پروف لباس ہیں ـــ یہاں تک کہ آنکھوں پر بھی۔"

"تب پھر خنجر والا کس طرح بے ہوش ہو گیا؟"

"یہ اس کی بے وقوفی تھی ـــ بُلٹ پروف لباس نہیں پہنتا۔"

"خیر ـــ یونہی سہی ـــ آگے چلو۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"آگے کہاں چلوں۔"

"تم یہی کہنا چاہتے ہو نا کہ ہم ان پستولوں سے تم لوگوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے؟"

"بالکل یہی بات ہے۔"

"میں ابھی تجربہ کرتی ہوں۔" یہ کہ کر فرزانہ نے پستول قدرے اوپر کیا اور اس رسی پر فائر کر دیا جس کے ساتھ سادہ لباس والے کو باندھا گیا تھا۔

وُہ نیچے آ گرا، لیکن اٹھ نہ سکا ـــ شاید بدن میں طاقت ہی نہیں تھی ـــ کافی دیر سے الٹا جو لٹکا ہوا تھا۔

"یہ تجربہ کیسا رہا؟"

"کوئی بات نہیں ـــ ہم تو تم سب کو یہاں لٹکائیں گے۔" باس غرّایا۔

"آخر ہم نے کیا کیا ہے؟"

"ہمارا اربوں روپے کا منصوبہ مٹی میں ملا دیا، لیکن خیر۔" باس کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن خیر کیا؟"

"ہم اس منصوبے کو پھر سے شروع کریں گے، لیکن ذرا مختلف شکل میں ـــ اس طرح ہم دولت اس قدر تو نہیں کما سکیں گے، لیکن بہرحال ـــ خوب کمائیں گے۔"

"کماتے رہنا اگلے جہان جا کر۔"

"میں ابھی تک صرف یہ بات نہیں جان سکا ـــ کہ وُہ گولی کس طرح تیار کی جاتی ہے ـــ اس میں کس چیز کا زہر

www.UrduFanz.com

ملایا جاتا ہے۔"

" ایک پودے کا زہر — افریقہ کے جنگل میں وُہ پودا عام
پایا جاتا ہے — میں وہاں گیا تھا اور چند پودے لے
آیا تھا — ان کے بیجوں کا سفوف ہوتا ہے اس گولی میں۔"

" لیکن تمھیں ان پودوں کے بارے میں معلوم کیسے ہوا؟"

" میرے ایک ساتھی نے بیج غلطی سے کھا لیا تھا —
بس اسی شام وُہ تڑ سے گرا اور مر گیا — ہم بہت پریشان
ہوئے — اور اس پریشانی میں دو گھنٹے گزر گئے — اچانک اس کی
آنکھیں کھل گئیں اور وُہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔"

" اوہو اچھا۔"

" ہاں جناب — اس کے بعد ہم نے اس پودے اور بیج
پر تجربات شروع کیے — یہ تجربات جانوروں پر کیے گئے —
گھر کے پالتو جانوروں پر۔"

" ہوں! تو یہ بات ہے — اور پھر تم نے یہاں آ کر اپنا
گروہ ترتیب دیا۔" محمود نے کہا۔

" نہیں محمود — ایسے لوگوں کو گروہ ترتیب دینے کی ضرورت
نہیں پڑتی — یہ تو پہلے ہی گروہ کے کرتا دھرتا تھے۔"

" اوہ۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

" تو اس طرح انھوں نے اربوں روپے کمانے کا منصوبہ

بنایا — لیکن ابا جان — یہ حضرت آخر اربوں روپے کا کرتے کیا؟"

" دولت کا لالچ بھی عجیب لالچ ہے — اس کی کوئی انتہا
نہیں — اگر یہ اس گھناؤنے کاروبار سے اربوں روپے جمع
کر بھی لیتے تو مزید اربوں روپے جمع کرنے کے چکر میں پڑتے۔"

" اوہ ہاں — واقعی — تو کیا آپ جانتے ہیں — یہ حضرت
کون ہے؟"

" ہاں — اندازہ لگا چکا ہوں۔"

" حیرت ہے — کمال ہے — آپ نے کس طرح اندازہ لگا لیا؟"

" تمام حالات اور واقعات کی کڑیاں ملا کر۔" انھوں نے کہا،
پھر چونک کر بولے:

" لیکن تم کیوں حیران ہو — کیا تم نے بھی کوئی اندازہ لگایا ہے؟"

" ج — جی ہاں — بس لگا ہی لیا ہے ایک عدد غریب سا اندازہ۔"

" غریب سا اندازہ — یہ اندازے غریب کب سے ہونے
لگے۔" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

" جب سے ہم انھیں لگانے لگے۔" فاروق مسکرایا۔

" یار تم اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے سے نہیں چوکتے —
ہٹو — مجھے بات کرنے دو۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

" چلو بڑے بھائی — آپ بات کر لیں۔" فاروق نے طنزیہ
لہجے میں کہا۔

www.UrduFanz.com

"اچھی بات ہے — پہلے تم اپنا اندازہ بتاؤ۔"

"کاغذ پر لکھ کر کیوں نہ دے دیں۔"

"چلو — ایسا کر لو۔" انھوں نے مسکرا کر کہا۔

تینوں نے اپنا اپنا اندازہ لکھ کر دے دیا — انسپکٹر جمشید نے تینوں کے کاغذ لے کر ان پر لکھا نام پڑھا اور ان کے چہرے پر حیرت ہی حیرت نظر آئی —

نہیں نہیں نہیں

"حیرت ہے — کمال ہے — لیکن تم نے یہ اندازہ آخر کس طرح لگایا؟"

"ہم ابھی ابھی بھلا کہاں سے آ رہے ہیں؟"

"حاصل شاہ کے گھر سے۔"

"دراصل اس کے پسینے نے ہمیں اُلجھن میں ڈال رکھا تھا — اور ہم نے آخر کار یہ فیصلہ کیا کہ رات کے وقت ان کے گھر کی اچھی طرح تلاشی لی جائے — خاص طور پر حاصل شاہ کے کمرے کی — اور آپ کو یہ سُن کر اور حیرت ہو گی کہ وہاں بہت ہی خفیہ قسم کے ایک خانے سے کاغذات بھی مل گئے ہیں — ان کاغذات میں ایک معاہدہ ہے — جو اس شخص نے اپنے تمام کام کرنے والوں سے کیا ہے — راز داری کی شرط پر یہ معاہدہ کیا گیا ہے — انھیں باقاعدہ ہر ماہ بھاری معاوضہ

www.UrduFanz.com

ملا کرے گا۔ اس معاوضے کی تفصیلات بھی کاغذات میں درج ہیں۔"

"بہت خوب۔ مسٹر حاصل شاہ۔ کیا آپ کو اس بات سے انکار ہے کہ آپ حاصل شاہ ہیں؟"

اس کا سر جھک گیا۔ منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا۔

"یہ بات تم لوگوں کے باس کو منظور ہے۔" انسپکٹر جمشید نے اس کے تمام ساتھیوں سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں حاصل شاہ ہی ہوں، لیکن ہم اب بھی جیت سکتے ہیں۔ ہمارے جسموں پر بلٹ پروف لباس ہیں۔ ان پر ٹوٹ پڑو۔ ہم ان سب کو یہیں دفن کر دیں گے۔ اور پھر سے نئے انداز سے اس منصوبے کو شروع کریں گے۔ اربوں کی دولت اب بھی ہم سے دور نہیں ہے۔ چلو بہادرو۔"

یہ کہہ کر وہ فوراً محمود پر ٹوٹ پڑا۔ لیکن محمود غافل تو تھا نہیں۔ فوراً جھکائی دے گیا اور وہ انسپکٹر جمشید سے جا ٹکرایا۔ انھوں نے فوراً اس کا بازو پکڑ کر مروڑ دیا۔ ادھر تہ خانے میں ہولناک جنگ شروع ہو چکی تھی۔ تمام مجرم بے خوف ہو کر ان پر ٹوٹ پڑے تھے۔

دونوں گروپ اب صرف ہاتھوں اور پیروں سے لڑ

رہے تھے۔ ان کے مقابلے میں کوئی بیس کے قریب آدمی تھے، جب کہ وہ صرف پانچ تھے۔ بیگم جمشید بھی ہاتھ پیر چلا رہی تھیں۔

فاروق پر ایک دشمن نے بھرپور انداز میں حملہ کیا۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ضرور اس حملے میں مارا جاتا۔ کیونکہ اس نے اچانک اپنی پنڈلیوں سے دو خنجر کھینچ لیے تھے۔ اور دونوں خنجروں سے اس پر وار کیا تھا۔ فاروق نے اس کے دونوں بازوؤں کو کلائی پر سے پکڑا۔ اب دشمن خنجر اس کے چہرے پر دے مارنے کے چکر میں تھا۔ اور فاروق اس کوشش میں تھا کہ خنجر اس کے چہرے کے نزدیک نہ آنے پائیں۔ اچانک فاروق نے دباؤ کم کر دیا۔ اس کے ہاتھ ایک جھٹکے سے آگے بڑھے۔ ساتھ ہی فاروق نیچے بیٹھ گیا۔ اور وہ اس کے اوپر سے ہوتا ہوا۔ خود اپنے ہاتھوں پر گرا۔ دونوں خنجر اس کے سینے میں پیوست ہو گئے۔ اس کی لرزہ خیز چیخ نے ان سب کو بوکھلاہٹ میں مبتلا کر دیا۔ اور ہاتھ پیر مزید تیزی سے چلنے لگے۔ ایسے میں ایک دشمن بیگم جمشید کی طرف جھپٹا، وہ یک دم نیچے بیٹھ گئیں، دشمن دیوار سے جا ٹکرایا۔

www.UrduFanz.com

"بہت خوب امی جا..." محمود کا جملہ درمیان میں رہ گیا — کیونکہ ایک دشمن نے اس کے منہ پر مکا دے مارا تھا اور یہ مکا اس جملے کی وجہ سے وصول کرنے پر مجبور ہو گیا؛ تاہم اس نے پلٹ کر ایک زبردست ٹھوکر اس کی پنڈلی پر رسید کر دی — وہ پنڈلی پکڑ کر بیٹھتا چلا گیا — اسی وقت محمود پر ایک نے چھلانگ لگائی — پیچھے ہٹنے کی جگہ نہیں تھی — لہٰذا وہ نیچے بیٹھ گیا۔ دشمن اس کے اوپر گرا — نیچے سے اس نے پاؤں اوپر اٹھایا، وہ پاؤں سے ٹکرا کر الٹ گیا — اور پھر تو وہاں ہڑبونگ سی مچ گئی — اندھا دھند لڑائی شروع ہو گئی — ایسے میں انسپکٹر جمشید نے حاصل شاہ کی گردن دبوچ لی، لیکن اس کا مکا ان کی ٹھوڑی پر لگا — گردن ان کے ہاتھ سے نکل گئی، لیکن ساتھ ہی انھوں نے اس کے پاؤں پر اپنے جوتے کی ایڑی دے ماری — وہ ایک ٹانگ پر ناچنے لگا —

یہ لڑائی کوئی بیس منٹ جاری رہی، پھر حاصل شاہ اور اس کے ساتھیوں کے کس بل نکل گئے — وہ ست پڑتے چلے گئے — یہاں تک کہ وہ سب نڈھال ہو کر فرش پر لیٹ گئے —

"محمود! اب تم اکرام کو فون کر دو اوپر جا کر۔"

"جی بہتر!" محمود نے کہا اور اوپر کی طرف دوڑ گیا۔

"ادبوں کا منصوبہ ناکام ہو گیا — کیوں مسٹر باس؟"

اس کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکلا —

"اس سارے کیس کی عجیب ترین بات یہ ہے کہ مجرم نے سب سے پہلے خود کو نشانہ بنوایا — اور خود کو سکرین سے بالکل ہٹا دیا — تاکہ اس کے بارے میں تو کوئی سوچ بھی نہ سکے — اور مزے کی بات یہ کہ خود اس کے لیے کام کرنے والے بھی یہ بات نہیں جانتے تھے کہ باس کون ہے — لہٰذا جب اس نے یہ جان لیا کہ خود اس کے گھر والے اس کی موت کا سودا کرنے پر تل گئے ہیں اور پروفیسر بے تاب تابانی بھی بے ایمان ہو چکا ہے اور اسے قبر سے نہیں نکالا جائے گا تو اس نے اپنے چند خاص لوگوں کو ہدایت دی کہ وہ اسے فوراً قبر سے نکال لیں — اس کے لیے اس نے پہلے ہی قبر میں راستا بنوا لیا تھا — اگر وہ بھی بے ایمان ہو جاتے، تب بھی یہ وہاں سے نکل آتا۔"

"اور اس کے دل پر کیا گزری ہو گی — یہ معلوم کر کے کہ جس دولت کے حصول کے لیے وہ یہ سب کچھ کر

www.UrduFanz.com

رہا ہے - اسی دولت کے لیے اس کے گھر والے اسے
موت کے گھاٹ اتار دینا چاہتے ہیں۔"

"ہاں - یہ دولت بھی کیا چیز ہے - خون کے رشتے تک
اس کے آگے ماند پڑ جاتے ہیں - ارے ہاں! اس کے
بیوی بچوں کو تو ابھی تک یہ بات معلوم بھی نہیں کہ یہ
حضرت زندہ ہیں اور اس سارے کھیل کے ذمے دار بھی
خود ہی ہیں۔"

"کوئی بات نہیں - ہم ان کی ملاقات ضرور کروائیں گے۔"

"تب پھر اسے اسی حالت میں لے جانا چاہیے ان
کے سامنے - ہم اس کا نقاب ان کے سامنے اُلٹیں
گے - مسٹر باس - آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں؟"

اس نے اب بھی کچھ نہ کہا - گویا اسے نہ کوئی
اعتراض تھا اور نہ اس پر کوئی خوشی تھی - آخر سب انسپکٹر
اکرام اور اس کے ماتحت وہاں پہنچ گئے - ان سب
کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دی گئیں - پھر انھیں
وہاں سے اوپر لایا گیا - یہ عمارت کرائے پر حاصل کی گئی
تھی - پوری عمارت خوبان منزل کے مالک سے حاصل
شاہ نے حاصل کی تھی - آگے وہ خود کمرے کرائے
پر دیتا تھا - تین کمرے اس نے اپنے لیے مخصوص کیے

ہوئے تھے -

"ایک بات رہ گئی - بے تاب تابانی کا کیا بنا تھا؟"

ان کے اُٹھتے قدم رک گئے - حاصل شاہ نے جب
کچھ نہ کہا تو انسپکٹر جمشید نے مسکراتے ہوئے کہا:

"اس سوال کا جواب تو آپ کو دینا ہی پڑے
گا جناب، ورنہ ہم تہ خانے کا فرش کھود ڈالیں گے۔"

"اسے مار ڈالا گیا تھا - میرے حکم پر۔" آخر اس
نے کہا -

"چلو - وہ جگہ دکھاؤ - جہاں پروفیسر بے تاب تابانی
دفن ہے۔"

اس کی نشاندہی پر ایک جگہ کی کھدائی کی گئی -
اندر سے بے تاب تابانی کی لاش نکلی - اور اس
طرح وہ سب وہاں سے روانہ ہوئے - حوالات کے
کمرے میں جب وہ داخل ہوئے تو حاصل شاہ کے بیوی
بچے حیرت زدہ رہ گئے:

"یہ - یہ کون لوگ ہیں؟"

"آپ لوگوں کو لوٹنے والے۔"

"ہمیں لوٹنے والے؟" فقیر شاہ نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں!" انھوں نے کہا اور تفصیل بتا دی - یہ نہ بتایا

www.UrduFanz.com

کہ باس کون ہے۔

"اور یہ ہے کون؟" ساری تفصیل سن کر بیگم حاصل شاہ نے پوچھا۔

"اس کا چہرہ دیکھنا پسند کریں گی؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ اس کم بخت کی وجہ سے ہی تو ہم آج حوالات میں ہیں۔" بیگم حاصل شاہ نے کہا۔

"یہ تو خیر غلط ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"غلط ہے۔ کیا مطلب۔ غلط کیسے؟"

"آپ اس کم بخت کی وجہ سے آج حوالات میں نہیں ہیں۔ بلکہ یہ آپ کی اپنی ہوس کا بدلہ ہے۔ لالچ نے آپ لوگوں کو اس حد تک اندھا کر دیا تھا کہ ...." وہ کہتے کہتے رک گئے۔

"کہ کیا۔ آپ آگے کیا کہنا چاہتے ہیں؟" بیگم حاصل شاہ نے بے چین ہو کر کہا۔

"آپ اس شخص کو دیکھ رہی ہیں۔ میں ابھی اس کے چہرے سے نقاب اتارنے والا ہوں۔ یہ سارا منصوبہ دراصل کیا تھا۔ یہ تو اب آپ لوگ جان ہی گئے ہیں، گولی کھلائی جاتی تھی۔ جس سے کھانے والا سکتے میں چلا جاتا تھا۔ اور ایک ڈاکٹر بھی یہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا

کہ موت واقع نہیں ہوئی، لیکن صرف دو گھنٹے بعد وہ شخص خود بخود زندہ ہو جاتا تھا۔ بس اسے قبر سے نکال لینے کا کام یہ کرتے تھے۔ آپ کے ساتھ بھی یہی ہوتا۔ رقم دینے کے بعد آپ کو حاصل شاہ واپس مل جاتے، لیکن آپ حاصل شاہ کی واپسی نہیں چاہتے تھے۔ آپ نے پروفیسر بے تاب تابانی کو مزید رقم ادا کی کہ وہ واپس نہ آئے۔ یہی بات ہے نا؟"

"ہاں! یہی بات ہے۔" ثریا شاہ نے کہا۔

"اور وہ واپس نہیں آئے؟"

"ہاں!" فقیر شاہ نے کہا۔

"اب آپ یقیناً اس شخص کو دیکھنا چاہیں گے۔ جس نے یہ سارا چکر چلایا، لیکن اس نے یہ چکر کوئی آپ کی حد تک نہیں چلایا تھا۔ بلکہ یہ تو اس چکر سے اربوں روپے کمانا چاہتا تھا۔"

"آخر یہ کون ہے۔ آپ تو اس طرح باتیں کر رہے ہیں جیسے ہم اسے جانتے ہیں۔" بیگم حاصل شاہ چلائی۔

"ہاں! یہی بات ہے۔ آپ اسے بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔"

"تو پھر حلیہ دکھائیں۔ یہ کون ہے۔" فقیر شاہ نے چلا کر کہا۔

www.UrduFanz.com

"محمود! اس کے چہرے سے کپڑا ہٹا دو۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

محمود نے کپڑا ہٹا دیا۔ مجرم کی شکل دیکھتے ہی وہ پوری قوت سے چلائے:

"نہیں ۔ نہیں ۔ نہیں۔"

اور پھر ان کے چہرے جھکتے چلے گئے۔ انھیں یوں لگا۔ اب وہ پوری دنیا میں اپنی صورتیں کسی کو نہیں دکھائیں گے ۔ کبھی نظریں اوپر نہیں اٹھائیں گے۔

نوید

ہومیوپیتھک سٹور اینڈ کلینک

● کیا آپ کو کسی ہومیوپیتھک دوا کی ضرورت ہے؟
● کیا آپ بیمار ہیں اور ہومیوپیتھک علاج کرانا چاہتے ہیں؟
● کیا آپ کو بازار سے ہومیوپیتھک ادویات مہنگی ملتی ہیں؟

۔۔۔ تو ۔۔۔

تمام الجھنوں اور مسائل کے لیے با اعتماد نام "نوید ہومیوپیتھک سٹور اینڈ کلینک" یاد رکھیں۔ دوائیں بذریعہ وی پی پی بھی ارسال کی جاتی ہیں۔

نوید ہومیوپیتھک سٹور اینڈ کلینک

بازار لوہاراں ۵ جھنگ صدر

فون: ۳۲۹۵

www.UrduFanz.com

فائدے کی بات

○ آیندہ ماہ اِن شاء اللہ آپ "فریبی مجرم" (۱۰ روپے) "کیمرے کا قاتل" (۱۸ روپے) "ناکامی کا تحفہ" (۱۸ روپے) "ایک سازش ایک جال" (۱۰ روپے) "زہریلا کمرہ" (۱۰ روپے) "پُراسرار مُجرم" (۱۰ روپے) "راج محل" (۱۰ روپے) "پُھر ریزے" (۱۰ روپے) "چالیس علی بابا ایک چور" (۴/۵۰ روپے) "غریب بادشاہ" (۴/۵۰ روپے) "دو دفعہ کا ذکر ہے" (۴/۵۰ روپے) اور "کنجوس حاتم طائی" (۴/۵۰ روپے) پڑھیں گے۔ یہ تمام کتب ۱۱۴ روپے کی بنتی ہیں، لیکن ادارے سے براہِ راست منگوانے پر صرف ۹۵ روپے کی ملیں گی۔

○ اگر آپ اشتیاق احمد کے نئے ناول "فریبی مُجرم" "کیمرے کا قاتل" اور "ناکامی کا تحفہ" منگوانا چاہتے ہیں تو ادارہ ۴۶ روپے کی بجائے ۴۵ روپے وصول کرے گا۔ ناول بذریعہ وی پی پی ارسال کیے جاتے ہیں۔

○ پوسٹ مین آپ سے رعایتی قیمت سے ۵ روپے زائد وصول کرے گا۔ اس طرح بھی آپ کو ناول گھر بیٹھے ملنے کے ساتھ ساتھ اشتیاق احمد کے نئے تین ناولوں پر ۶ روپے اور مکمل سیٹ پر ۱۴ روپے کی بچت ہو گی۔

○ ہے نا فائدے کی بات۔ خط لکھ کر آرڈر دیں۔

آرڈر بھیجنے کا پتا:

اشتیاق پبلی کیشنز، ۹/۱۲ نصیر آباد، سانده کلاں، لاہور (فون: ۳۲۱۵۳۷)

دو منی خاص نمبروں کے ساتھ ایک اور اضافہ

آیندہ ناول کی ایک جھلک

۲۰، اپریل کو پڑھیے | قیمت ۱۰ روپے

محمود، فاروق، فرزانہ

اور — انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر ۳۹۱

فریبی مُجرم

○ خان رحمان کی کار میں وہ سب سوار تھے کہ کار کا "ٹائر پھٹا"۔

www.UrduFanz.com

- اس سے پہلے آسمان پر گھرے سیاہ بادل بھی تھے اور بارش شروع ہو چکی تھی۔
- ٹائر پھٹنے پر بارش موسلا دھار ہونے لگی۔
- انھوں نے ٹائر چڑھایا، لیکن وہ بھی پھٹ گیا۔
- اب چاروں طرف طوفان تھا اور ان کی کار بے کار۔
- ایسے میں ایک شخص بہت دور سے ٹارچ لیے آتا نظر آیا۔
- وہ انھیں ایک مکان تک لے گیا۔
- اس مکان میں ان کے ساتھ کیا واقعات پیش آئے۔
- آپ کہانی میں اس طرح محو ہو کر رہ جائیں گے کہ نظر نہیں اُٹھا سکیں گے۔
- مجرم کیا چاہتا تھا؟
- کالام باغ میں کیا ہو رہا تھا۔
- قصبے کی پولیس باس نامی ایک آدمی سے تھر تھر کیوں کانپتی تھی۔
- اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا تھا۔ اس کا کوئی آدمی بھی نہیں۔
- پھر انسپکٹر جمشید اس تک کس طرح پہنچے۔
- ایک خوف ناک جنگل کی کہانی۔ جو زہریلے کیڑوں سے اٹا پڑا تھا۔
- پُرانے انداز کا پُرانی یادیں تازہ کرنے والا ناول۔

آیندہ ناول کی ایک جھلک

۲۰، اپریل کو پڑھیے | قیمت ۱۸ روپے

منفرد خاص نمبر

آفتاب، آصف، فرحت

اور۔ انسپکٹر کامران مرزا سیریز

ناول نمبر ۳۹۲

کیمرے کا قاتل

مصنف: اشتیاق احمد

www.UrduFanz.com

○ اس کے خلاف تمام ثبوت مکمل تھے ۔

○ اس کے جُرم کی تصاویر تک لے لی گئی تھیں ۔

○ ان تصاویر میں وہ قتل کرتا ہوا بالکل صاف نظر آ رہا تھا ۔

○ عدالت نے اسے مجرم قرار دیا تھا ۔

○ اور پھانسی کی سزا دے دی ۔

○ اس کی پھانسی کا دن آگیا تھا ۔ کہ اس نے اعلان کیا، وُہ قاتل نہیں ہے ۔

○ لیکن اس کی بات کا کون یقین کرتا ۔ ان تصاویر کے ہوتے ہوئے ۔

○ ایسے میں آپ کے کردار حرکت میں آگئے ۔

○ آفتاب، آصف اور فرحت میدانِ عمل میں ۔

○ جب کہ انسپکٹر کامران مرزا غائب تھے ۔

○ وُہ کہاں تھے اور کیا کر رہے تھے ۔

○ پورے ناول میں ان کی طرف سے انھیں صرف ایک دو اشارے ملے اور بس ۔

○ تمام کام انھیں خود کرنا پڑا ۔

○ ایک بڑے آدمی سے ملے ۔

○ صدر صاحب سے ان کی عجیب ملاقات ۔

○ صدر صاحب ان کی بات ماننے کے لیے بالکل تیار

نہیں تھے ۔

○ وُہ عجیب و غریب حالات کا شکار ہو گئے ۔

○ اُن کے پاس کام کرنے کے لیے کُل بارہ گھنٹے تھے ۔

○ بارہ گھنٹے بعد مجرم کو پھانسی دی جانی تھی ۔

○ پھر وُہ ایک ایسی جگہ پھنس گئے کہ ان کا یہ وقت ضائع ہو گیا ۔

○ تو پھر ۔ کیا اس بے گناہ کو پھانسی ہو گئی ۔

○ کیا وہ واقعی بے گناہ تھا ۔

○ یا ڈراما کر رہا تھا ۔

○ کہیں وُہی تو اصل مجرم نہیں تھا ۔

○ نہایت جوڑ توڑ والا ناول ۔

○ اس کے خوف ناک جوڑ توڑ آپ کو بھی الجھن میں مبتلا کر دیں گے ۔

○ آپ حیرت میں ڈوب جائیں گے ۔

○ انتہائی حیرت انگیز ناول ۔

○ قدم قدم پر آپ کو اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے ہوئے محسوس ہوں گے ۔

○ آخر میں جب مجرم آپ کے سامنے آئے گا تو ۔ نہ جانے آپ کی کیا حالت ہو گی ۔

www.UrduFanz.com

آئندہ ناول کی ایک جھلک

۲۰ اپریل کو پڑھیے — قیمت ۱۸ روپے

مئی خاص نمبر

محمود، فاروق، فرزانہ

اور — انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر ۳۹۳

ناکامی کا تحفہ

مصنف: اشتیاق احمد

- محمود، فاروق اور فرزانہ میں تتلیاں پکڑنے کا مقابلہ۔
- اس مقابلے کی دعوت انھیں پروفیسر داؤد نے دی تھی۔
- انھیں ایک تجربے کے سلسلے کچھ تتلیوں کی ضرورت تھی۔
- لیکن تتلیاں پکڑنا خالہ جی کا گھر نہیں تھا۔
- انھیں دانتوں پسینہ آگیا۔
- پھر کیا وُہ تتلیاں پکڑ سکے؟
- پروفیسر داؤد کیا چاہتے تھے۔
- جب وہ تجربہ گاہ پہنچے تو ان کی سٹی گم ہو گئی۔
- آخر کیوں؟
- ان کی سٹی کو کیا ہو گیا تھا۔ آپ حیرت زدہ رہ جائیں گے۔
- ایک بہت بڑے مُجرم سے ملیے۔
- جو بہت بڑا منصوبہ لے کر آیا تھا۔
- آپ کے کردار مکمل طور پر بے بس۔
- آپ بھی خود کو ان کے ساتھ بے بس محسوس کریں گے۔
- پھر۔ کیا انھوں نے ہار مان لی۔
- انسپکٹر جمشید نے انھیں اس بڑے مجرم کا نام بتا کر پہلے ہی خبردار کر رکھا تھا۔
- لیکن اس کے باوجود انھیں اس سے لڑنے پر مجبور

www.UrduFanz.com

ہونا پڑا —

- ○ کیونکہ لڑتے نہ تو کیا کرتے —
- ○ اس انوکھی لڑائی میں ہار کس کی ہوئی — آپ کے کرداروں کی یا اس بڑے مجرم کی —
- ○ بڑے مجرم کے ساتھ اس مرتبہ ایک بڑی مجرمہ سے بھی ملیے — ذرا دیکھیے تو دونوں نے مل کر کیا گل کھلایا تھا —
- ○ انسپکٹر جمشید نے اس سے مقابلہ کس طرح کیا —
- ○ جب وہ بُری طرح بے بس ہو گئے تو پھر — انھوں نے کس چیز سے کام لیا —
- ○ آپ ان کی اس چیز سے بخوبی واقف ہیں —
- ○ آپ مسکرائے بغیر نہیں رہ سکیں گے —
- ○ اس ناول کا اختتام دوسرے تمام ناولوں سے مختلف محسوس ہو گا — آپ کی اُمیدوں کے خلاف بھی —
- ○ شاید آپ یہ بھی کہہ اٹھیں — ناول کا اختتام اس طرح بھی ہو سکتا ہے بھلا —
- ○ جی ہاں کیوں نہیں — بالکل ہو سکتا ہے — ہو سکتا ہے تو اس ناول کا ہوا ہے نا —
- ○ لیکن یہ تو میرا خیال ہے — اور بات ہے آپ کے خیال کی — چلیے اس کا انتظار کر لیتے ہیں —

آیندہ ناول کی ایک جھلک

۲۰ اپریل کو پڑھیے | قیمت ۱۰ روپے

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۱۵

ایک سازش ایک جال

مصنف: اشتیاق احمد

- ○ دس سال پُرانا ناول جو ایک مدت سے ختم تھا —
- ○ بے شمار نئے قارئین اس کے لیے خط لکھ چکے ہیں —
- ○ اب نئے سرورق اور نئی آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے۔
- ○ محمود، فاروق اور فرزانہ کی ذہانت دیکھ کر آپ عش عش کر اٹھیں گے —
- ○ اور پھر ان کے شوخ و شنگ جملے بھی تو آپ کو مسکرانے پر مجبور کریں گے —
- ○ آپ کے محبوب کردار مجرموں کی سازش کو کیسے ختم کرتے ہیں؟ یہ حقیقت آپ کو ناول پڑھ کر معلوم ہو گی —

www.UrduFanz.com

آئندہ ناول کی ایک جھلک

۲۰ر اپریل کو پڑھیے — قیمت ۱۰ روپے

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۱۶

زہریلا کمرہ

مصنف : اشتیاق احمد

- "کوئی مجھے زہر دے رہا ہے۔"
- ایک ملاقاتی کے جملے نے انسپکٹر جمشید کو چونکا دیا ۔
- اُسے زہر کون دے رہا تھا اور کیوں دے رہا تھا ؟
- اُسے زہر کس طرح دیا جا رہا تھا ؟
- مجرم نے ایک عجیب طریقہ اختیار کیا ۔
- آپ پڑھ کر حیرت زدہ رہ جائیں گے ۔
- حیرتوں کا طوفان لیے ایک نئی کہانی ۔
- آپ اس ناول کو پڑھتے وقت حیرت کے سمندر میں غوطے کھاتے نظر آئیں گے ۔

آئندہ ناول کی ایک جھلک

۲۰ر اپریل کو پڑھیے — قیمت ۱۰ روپے

آفتاب، آصف، فرحت اور انسپکٹر کامران مرزا سیریز ۸

پُراسرار مجرم

مصنف : اشتیاق احمد

- آفتاب اور آصف میں دوڑ کی ٹھن گئی ۔
- لیکن یہ دوڑ انھیں ایک ایسی کوٹھی تک لے گئی جس کے پھاٹک پر ایک شخص اوندھے منہ پڑا تھا ۔
- ایک چالاک آدمی کی کہانی، جس نے ایک خطرناک منصوبہ ترتیب دیا تھا ۔
- انسپکٹر کامران مرزا بہت دنوں سے ایک شخص کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ۔
- آفتاب اور آصف نے کوٹھی کے مالک کو جگایا تو کئی حیرت انگیز باتیں سامنے آئیں ۔
- آخر میں آپ چونک اُٹھیں گے ۔